بغیر مہر کی کتاب مسروقہ ہوگی

بسم اللہ الرحمن الرحیم

خدا کی لکھوں پہلے حمد و ثنا — بنایا ہے جسنے یہ ارض و س
فلک کو ستاروں سے روشن کیا — زمین کو بشر سے ہے بخشی جب
عجب تیری قدرت ہے شام و سحر — نکلتے فلک پر ہیں شمس و قم
صفت تیری مجھسے ہو کیونکر رقم — کہ پیدا کیا تونے لوح و ق
تو چاہے تو قطرہ کو دریا کرے — سمندر خود ہی تجھ سے کیا کر
تو چاہے گدا کو سلیمان کرے — تو چاہے تو آتش کو بستان
تکبر کیا تجھ سے جس نے ذرا — ہوا خوار دنیا میں ابلیس
ہیں محتاج سب تیرے شاہ و گدا — کرے کیا کوئی تجھ سے چون و چ
حقیقت کو پہونچے تری کب گمان — کہ پیدا و پنہان ہے تجھپر ع
تو روزی رسان سب کا ہے لاکلام — سما و سمک کو ہے تجھسے قی
صفت جو کروں تیری خالق بیان — زبان نے مری پائی طاقت کہ

یہی عدل کی تجھ سے ہے التجا
نہ محتاج کرنا مجھے غیر کا

ت سرور کائنات محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

سر کے عدل اور کیا کہون
ہین کیونکر بھلا نعت احمد لکھون

ہو محمد کی کس سے ادا
کرے وصف قرآن مین جسکا خدا

اوسکے رتبہ کو پہونچے کہان
ہوا جسکے باعث سے پیدا جہان

ت سے خلق اوسکی آگاہ ہے
کہ انگشت سے شق کیا ماہ ہے

صفت اوسکی دشوار ہے
وہ سب انبیاؤن کا سردار ہے

ذکر ملکۂ معظمہ وکٹوریہ ایمپرس برٹش ایمپائر

لکو ساقی تو شیرین شراب
ادب سے لکھون وصف مین لاجواب

ندن کی ہے ملکۂ عالیہ
ہے اسم اوسکا مشہور وکٹوریہ

ے ایمپرس قیصر ہند آب
خراج اوسکو دیتے ہین سلطان سب

او سکے انصاف کا کیا کرون
ہے عادل وہ نوشیروان سے فزون

ن اپنے فرزند کا بھی کیا
عدالت مین بھیج اوسکو فوراً دیا

ے راج مین اوسکے آب بندوبست
چلے دب کے چیونٹی سے ہے فیل مست

ش نیتی کا ہے بس اوسکے حال
جو پڑتا نہین ملک مین اوسکے کال

ن کیا شجاعت کا مین اوسکی حال
سمجھتی ہے شاہون کو اک پیرزال

یا ذرا حد سے جسنے قدم
دکھایا اوسے اوسنے خواب عدم

تک کہ ہے رحم دل مین بھرا
کیا اپنے خونی کو اوس نے رہا

ن حال کیا مرتبہ کا رقم
سکندر سے افزون ہے جاہ و حشم

زیر نگین اوسکے ملک اس قدر
کہین شام ہے اور کہین دوپہر

خدا نے دیا دبدبہ ہے وہ آج | ہے گھر بیٹھے شاہون سے لیتی خراج
خوشا سرور تاج اقبالمند | سپہر نہم پہ ہو تخت بلند
ترے زیر فرمان ہون جن و بشر | ترقی یہ ہو یہ ترا کر و فر
فرانس اور جرمن مین ہے تیری دھوم | تجھے نعلبندی دے سلطان روم
یہی عدل کی ہے خدا سے دعا | زیادہ ہو اقبال اس سے سوا

ذکر مصنف

پلا ساقی جام مے بے زوال | یہان کچھ لکھون مختصر اپنا حال
مین ہون کھتری نام ہے گنّامل | ہے مسکن مرا کانپور آج کل
وطن ہے بزرگون کا مغرب قدیم | ہوئے آکے والد یہان پر مقیم
ہر اک مجھسے واقف ہے یان کا بشر | بچھیان ہون مین کھتری ڈھائی گھر
پدر تھے مرے دوارکا داس نام | ملا جنکو خلد برین مین مقام
بڑا اپنے ہون چار بھائی مین مین | خدا سے دعا ہے کہ باہم رہین
لقب دوسرے کا ہے بانارسی | بہت صاف ہین جیسے ہو آرسی
ہین بھائی مرے تیسرے رادھولال | اونھین مجھسے ہے دل سے الفت کمال
ہو اسدھ گوپال چوتھے کا نام | خیال اونکو رہتا ہے میرا مدام
محبت ہے چار دن مین بس اسطرح | سنی چار یارون مین ہے جس طرح
کیا ایک نے کچھ برا یا بھلا | یہ تینون نے مل کر کہا بر ملا
کیا اوسنے جو کچھ ہے ہمکو قبول | اسی مین ہین مطلب ہماری حصول
مین شاگرد ہون مولوی فرد کا | کہ ملکون مین جنکا نہ تھا دوسرا
گلہ مجھسے کرتے تھے یہ بار ہا | کہ افسوس تمنے نہین کچھ پڑھا

تخلص اونھین کا رکھا عدل ہے ۔۔ خدا کا مرے حال پر فضل ہے

جو اشعار ہین یاد اوستاد کے ۔۔ اوسی کی ہے بس دل کو طاقت مرے

حسن کی مین کرتا نہین ہمسری ۔۔ لکھی لاجواب اوسنے ہے مثنوی

مجھے شعر کہنے کا دل سے ہے شوق ۔۔ کسی پر نہین چاہتا ہون مین فوق

مین جاہل ہون بالکل ہی واقف خدا ۔۔ کہ اک حرف تک ہون نہین جانتا

جو دیکھے خطا اسمین کر دے معاف ۔۔ نہین جانتا ہون نہین کچھ شین قاف

سبب تصنیف کتاب

پلا مجھکو ساقی مے لالہ گون ۔۔ سبب اسکی تصنیف کا کچھ لکھون

سبب اسکی تصنیف کا یہ ہوا ۔۔ مرے لڑکے سندر نے مجھ سے کہا

غزل آپ کہتے ہین بے فائدا ۔۔ نہ آتش نہ ناسخ سے ہونگے سوا

ہے بہتر کہین آپ اک مثنوی ۔۔ بطرز حسن شاعر دہلوی

کرین آفرین سنکے ہر خاص و عام ۔۔ رہے حشر تک آپ کا جس سے نام

یہ کہنے سے اوسکے ہی مین نی کہی ۔۔ تلاش اک برس دل کو میرے رہی

جو دیکھیگا اسکو سخندان کوئی ۔۔ تو جانیگا قدر اسکی دل مین وہی

ہے مشکل بہت شعر گوئی کا فن ۔۔ ہین واقف ہر اک اس سے اہل سخن

بہت اسمین کھایا ہے خون جگر ۔۔ ملا جب یہ نایاب مجھکو گہر

بھتیجا مرا جو کہ ہے چھوٹے لال ۔۔ عجائب کہون تمسے کیا اوسکا حال

دکن سے وہ آتا تھا گھر کو چلا ۔۔ کہ رستے مین ایک اوسکو جنگل ملا

وہ جاتا تھا پٹنے کو تھا اوسکو کام ۔۔ ڈکیتون نے آگھیرا اوسکو تمام

اوسے خوب لوٹا اور زخمی کیا ۔۔ جو تھا نقد اسباب سب لے لیا

چلے لے کے اسباب جسدم وہ گھر ۔۔۔ رہی تن بدن کی نہ اوسکو خبر
کہا یہ ڈکیتون سے اوسنے شتاب ۔۔۔ یہ گٹھڑی مین ہیگی جو ردی کتاب
نہین آپ کے کچھہ یہ ہے کام کی ۔۔۔ نہ سونا نہ چاندی نہ کچھہ دام کی
اسے کر عنایت مجھے دیجیے ۔۔۔ جو ہے نقد اسباب لے لیجیے
چچا کی ہے محنت برس روز کی ۔۔۔ بہت کہنے سے اوسکے یہ پھینک دی
یہ اسطرح سے آئی میرا اوسکے ہاتھہ ۔۔۔ غنیمت سمجھہ لایا وہ اپنے ساتھہ
اگر یہ وہان جاتی رہتی کہین ۔۔۔ میرے پھر بنائے سے بنتی نہین

ذکر شہر کانپور مسکن مصنف

لکھون کانپور کی مین تعریف کیا ۔۔۔ صفائی مین ہمسر ہے کشمیر کا
کوئی شہر اوسکو پہونچتا نہین ۔۔۔ ہے زرخیز ساری یہان کی زمین
ہزارون ہین ہر کوچہ مین کوٹھیان ۔۔۔ سکرتی ہین لاکھون کی یہان ہنڈیان
ہوا اندنون ایسا گلزار ہے ۔۔۔ کہ ہر ملک کا سرد بازار ہے
ہے صاف اندنون راستہ کو بکو ۔۔۔ کہ ہے یک قلم گرد بس لکھنؤ

آغاز قصۂ چار یار

پلا ساقیا ساغر مشک بار ۔۔۔ سناؤن تجھے قصۂ چار یار
کہ سننے سے دل کو ترے ہو قرار ۔۔۔ کہ ایسے بھی دنیا مین ہوتے ہین یار
ہے لیکن یہ اشراف زادون کی بات ۔۔۔ کمینے مگر یار کرتے ہین گھات
جو ہو پاس دولت ہزارون ہین یار ۔۔۔ کرین آپکے ہر بات مین جان نثار
اگر ہو نہ کچھہ پاس تو کر یقین ۔۔۔ چورالیوین آنکھین ملین گر کہین

الٰہی کسیکو تو مفلس نہ کر
تونگر کے ہین یار سب سربسر

سخن عدل کا ہے یہ بیشک بجا
نہین یار مفلس کا ہے جز خدا

مے ارغوانی دے ساقی مجھے
سناؤن نئی داستان اک تجھے

یہان سے مین کرتا ہون قصہ بیان
لگا کر سنین کان پیر و جوان

تھا پورب مین اک شہر گنجن نگر
محل وان ہزارون تھے لاکھون تھے گھر

تھا آباد وہ روم اور شام سے
فزون تھا وہ جمشید کے جام سے

بہت اور شہرون سے تھا طرحدار
عمارت کا اوس مین نہین کچھ شمار

وہان کا تھا سلطان محمود شاہ
فزون جسکی ہو رو ملخ سے سپاہ

سخاوت مین حاتم سے وہ کم نتھا
شجاعت مین رستم کہون دوسرا

کرورون پیادے تھے لاکھون سوار
جلو مین تھے ہر وقت ہاتھی ہزار

ہزارون وہان ضرب تھی توپ کی
کوئی سو پہی کوئی دو سو پہی

بہت گھوڑچڑھی توپین تھین اور بھی
بجز ہاتھیون کے نہ چلتین کبھی

خزانے کا اوسکے لکھون گر مین حال
تو ہو نام قارون کا بس پائمال

سدا کرتا تھا منصفی سے وہ عدل
نہ دیتا کبھی جور و بدعت کو دخل

وہان شیر و بکری تھے رہتے بہم
نہ وہ اوس سے افزون نہ یہ اوس سے کم

سدا گشت کرتا تھا خود کوتوال
رعیت کا دریافت کرنے کو حال

اور ایک اوسکی دختر تھی ملکہ جہان
کہون حسن و خوبی مین حور جنان

برس پندرہ یا کہ سولہ کی تھی
خجل جس سے ہو زہرہ و مشتری

کسی سے ہوئی تھی نہ وہ کد خدا
سراپا نرالی تھی ناز و ادا

تھین دون ہمسری سرو کو قد سے کیا
قیامت لکھون تو ہے بیشک بجا

لکھون وصف زلف مسلسل کا کیا
کہ تھا مرغ دل سیکڑون کا پھنسا

جبین اسقدر اوسکی شفاف تھی
صفت اوسکی ابرو کی کیا ہو رقم
تھا مست اوسکی آنکھونمین جادو بھرا
صفت کوئی رخسار کی کیا سے لکھے
تھی چہرے پہ بینی بہت خوشنما
دہن اوسکا غنچہ سے بھی تنگ تھا
تھی مِتّیسی دانتون کی وہ آبدار
زبان کی صفت اوسکی بس ہی محال
زنخدان کی تعریف کیا مین کرون
کرون اوسکی گردن کی کیا مین صفت
صفت اوسکے بازو کی مین کیا کرون
کلائی تھی صاف اوسکی سیمین و نرم
کرون وصف دستِ حنائی کا کیا
تھا سینہ پہ اوسکے کچون کا ابھار
شکم کی لکھون اوسکے تعریف کیا
کمر اوسکی چیتے کے مانند تھی
صفت ناف کی اوسکی مین کیا لکھون
سرین کی صفت اوسکے کب ہو رقم
سخن آگے اب شرم سے کیا کہون
صفت رانون کی کوئی کیونکر لکھے
صفت پنڈلی کی اوسکی لکھونمین کیا

تجل جس سے تختی ہوا الماس کی
کہ تھی قتل کرنے مین تیغ دودم
جسے دیکھہ نرگس لے آنکھین چرا
کہ شرمندہ جس سے مہ و مہر تھے
جسے دیکھہ شرمائے گل شبّو کا
لبون کو کہون لعل تو ہے بجا
خجل جس سے ہو لولوے شاہوار
چھٹی مچھلی تھی حوض کوثر مین لال
کنوان شہر بابل کا اوسکو کہون
کہ نازک تھی شیشہ سے بھی وہ بہت
کہ پھول اوسکو بس موگرے کا کہون
قلم جس سے بلور کی کھائے شرم
ہے کہنا اوسے شاخ مرجان بجا
چمن مین گلون پہ ہو جیسے ابھار
وہ میدے کی لوئی سے بھی نرم تھا
نہ چھوڑے جو آہوے دل کو کبھی
بجا ہے جو گرداب اوسکو کہون
کہ تھی چاندی کے دو ڈلے تھے بہم
بجا ہے جو برگ سمن مین لکھون
ستون کاخ خوبی کے بے شبہہ تھے
کہون شمع کافوری تو ہے بجا

کف پا کا اوسکے کرون وصف کیا
خجل جس سے پنجہ تھا خورشید کا

پلا ساقیا بادۂ خوشگوار
یہان سے لکھون قصۂ چار یار

تھا سردار سب فوج کا میرخان
ڈرے جسکی صورت سے شیر ژیان

بڑا یار مرزا کا شاطر تھا وہ
کہ ہرگز نہین یار خاطر تھا وہ

وہان ایک تھا جوہری نامور
امین چند تھا ایک اوسکا پسر

جواہر کے فن مین وہ تھا ہوشیار
اور سب جوہریون مین ذی اقتدار

جواہر وہ رکھتا تھا بس بے شمار
کروڑون کے مول کا اک تھا ہار

تھا سوداگر اوس شہر مین اک بڑا
سناؤن مین نام اوسکا تھا مصطفیٰ

تھا فرزند اک اوسکا صاحب جمال
ہو خوبی مین شرمندہ جس سے ہلال

کرون عمر کا کیا مین اوسکی بیان
تھا نام عبدا وہ ابھی نوجوان

سن اوسکا برس بیس و اکیس کا
پری کا بھی دل دیکھے سے ہو فدا

سراپا مرزا علی

کرون اوسکے قد کی مین تعریف کیا
تھا سرو و صنوبر سے موزون سوا

صفت اوسکے چہرے کی مین کیا لکھون
بجا ہے جو خورشید تابان کہون

صفت اوسکے ابرو کی بس ہو محال
خجل جس سے تھا آسمان پر ہلال

غزال اوسکی آنکھون کو کیونکر لکھون
بجا ہے اگر سحر و افسون کہون

لکھون اوسکی مژگان کی توصیف کیا
انی برچھی کی کہیے تو ہے بجا

نگہ کی صفت اوسکی مین کیا کرون
کٹار اوسکو بوندی کی بس مین کہون

لکھون سبزۂ خط کی تعریف کیا
کہ تار شعاعی سے کم نہ تھا

صفت اوسکے عارض کی کیا مین لکھون
مہ و مہر سے کیون نہ تشبیہ دون

صفت اوسکے لب کی کوئی کیا لکھے — تھے خوبی مین نایاب عناب سے
دہن اوسکا تھا مختصر اس قدر — سخن کا یہ مشکل تھا اوس سے گذر
صفت اوسکے دانتون کی مین کیا لکھون — لڑی اوسکو بس موتیونکی کہون
زبان اوسکی شیرین تھی وہ دلربا — ہے شاخ نبات اوسکو کہنا بجا
ذقن کی صفت اوسکی گر ہو بیان — کہ تھا یوسف دل کے خاطر کنوان
صفت اوسکی گردن کی کیا مین لکھون — صراحی مئے سرخ کی بس کہون
بدن اوسکا سینہ سے لے پاؤن تک — زیادہ تھا کندن سے رکھتا دمک
کرون وصف کیا اوسکا صل علےٰ — سراپا بدن سانچے مین تھا ڈہلا
ہراک وضع تھی اوسکی لگتی بھلی — اوسے لوگ کہتے تھے مرزا علی
اوسی شہر مین ایک گھسیارہ تھا — سناؤن مین نام اوسکا تھا میکوا
یہ چارون تھے آپس مین بس ایکجان — محبت کا اون کی کرون کیا بیان
غریب ایک تھا اور تھے تینون غنی — بھلا دوستی ان مین کیونکر بنی
محبت یہ رکھتے تھے چارون کمال — کھلے گا اخیر اونکا ہراک یہ حال

آغاز داستان

پلا ساقی وہ مے ہو سب دور غم — یہان سے کرون پھر مین قصہ رقم
ہو تنہا اک روز مرزا علے — چلا سیر کرنے کو جو چوک کی
ہراک گل کی وہ دید کرتا چلا — بھرا عشق کا دل مین تھا ولولا
طرف بادشاہی محل کے گیا — تماشہ یہ اوسکو دکھائی دیا
محل کے عقب تھا جو اک پائین باغ — کہون اوسکو خلد برین کا چراغ
صفت باغ کی گر کرون مین بیان — تو ہو ختم ہرگز نہ یہ داستان

سر شام عجب تھی گلون پر بہار
تھی وان ہر طرف بلبلون کی قطار

وہان سیر کرتا تھا یہ باغ کی
یکایک جو اوپر نظر جا پڑی

جو دیکھا کہ کوٹھے پہ ہے اک پری
کھڑی اسطرف ہے نظر کر رہی

وہ سکتے مین تصویر سا ہو گیا
کہون کیا مین دل ہاتھ سے کھو گیا

ہوئین جبکہ آپسمین آنکھین دوچار
تو طرفین کا دل ہوا بیقرار

سخن کرنے کو دونون مجبور تھے
دلون سے تھے نزدیک گو دور تھے

چلا اور نہ دونون کا کچھ اختیار
فقط دیر تک رکھی آنکھین دوچار

لگا عشق کا دل مین دونون کے تیر
ہوے چاہ الفت مین بس وہ اسیر

ہوئی دل کو شہزادی کے بیکلی
بہت تڑپا بسمل سا مرزا علی

خواصین ڈرین حال یہ دیکھ کے
وہان سے گئین شاہزادی کو لے

گئی سجدے سے پہلے منہ موڑ کے
تڑپتا ہوا قیس کو چھوڑ کے

وہان پر یہ تنہا تڑپتا رہا
کسی سے نہ درد اوس نے اپنا کہا

محل سے جو اک نکلا خواجہ سرا
تو دیکھا نیا اوسنے یہ ماجرا

کھڑا اک جوان مثل تصویر ہے
کہ کھائے ہوے عشق کا تیر ہے

یہ کی اوسنے بس آتے ہی گفتگو
یہان کس طرح آیا ہے کون تو

تیرے خوف دل مین ذرا بھی نہین
کہ ایسا نہو شاہ دیکھے کہین

ابھی مارا جائیگا تو جان سے
چلا جا یہان سے کہا مان لے

سخن سنکے یہ نا امیدی کے ساتھ
چلا وہان سے مرزا علی ملتا ہاتھ

خدایا مین اب کون حکمت کرون
کہ اک بار اوس گل کو پھر دیکھ لون

سوے چارہ نہین جان دینے سوا
خدا جانے دل کو میرے کیا ہوا

یہ کہتا ہوا اپنے گھر کو چلا
جلا آتش عشق سے مین جلا

ارے عشق تونے ستایا مجھے
کہ ناحق بلا مین پھنسایا مجھے

گیا گھر کو بیدل و مجبور ہو
کہ جس طرح جاتا ہے بن سانپ کھو

حرام اوسکو سب ہوگیا خورد و نوش
چھپرکھٹ پہ جاکر گرا ہو خموش

تڑپتا تھا بسمل سا وہ نیم جان
سنو آگے احوال ملکہ جہان

خواصون نے شہزادی کو دیکھ اوداس
محل مین اوٹھا لیگئین بدحواس

گئی مان کی خدمت مین وہ جس گھڑی
ہوئی جاکے وہ با ادب بس کھڑی

ادب سے کیا مان کو اوسنے سلام
تو مان نے کیے پیار سے یہ کلام

کہ بیٹی رہو بی بی تم تھین کہان
تمھین یاد کرتے تھے شاہ جہان

گئی بیٹھ وہ نازنین مان کے پاس
وے فکر سے تھا بہت دل اوداس

ٹھہر کر وہان اک گھڑی رشک ماہ
چلی آئی وہ اپنے آرامگاہ

کلیجے کو گلتکیون سے داب کر
مسہری پہ جا لیٹی وہ سیمبر

مزا درد و فرقت کا پایا نتھا
کسی سے کبھی دل لگایا نتھا

خبر تھی نہ پہلے کہ کیا ہوئیگا
یہ کافر میری جان تک کھوئیگا

اسی فکر مین رات کاٹی تمام
کہ پھر باغ مین چلیے کل وقت شام

اودھر صبح اوٹھا جو مرزا علی
بہت دل کو سینہ مین تھی بیکلی

کہا ہو شام تو جاؤن مین سوے باغ
کرون مشتعل داغ دل کا چراغ

مزا درد فرقت کا چکھتا رہا
تصور وہ دلبر کا رکھتا رہا

پہاڑ اوسکو گرمی کا دن ہوگیا
ذرا روتے روتے جو وہ سو گیا

تصور نے پہلو مین چٹکی جو لی
یکایک اوٹھا چونک مرزا علی

کہین شام ہووے تو جاؤن وہان
مین اوس گلبدن کو جو پاؤن وہان

نظر بھر کے خوب آج اوسے دیکھ لون
بلا سے جیون یا وہاین مر رہون

اگر عشق مین مارا جاؤنگا مین
تو فرہاد سا نام پاؤنگا مین

غرض جو کہ مرنے پہ باندھے کمر
وہ دیکھے مقرر رخ سیمبر

ہوئی شام بارے تو مرزا علی
نکل گھر سے ہمراہ دلبر کی لی

کسی طور سے پہونچا یہ اوس جگہ
خرامان جہان تھی وہ گل رشک مہ

اودھر شاہزادی کر اپنا سنگار
چلی جانب باغ ہو بیقرار

خواصین بہت اوسکے ہمراہ تھین
کوئی ماہرو اور کوئی مہ جبین

وہین ٹھہری پھر آکے ملکہ جہان
جہان تھا نظر آیا وہ نوجوان

ہوئین جبکہ آپس مین آنکھین دوچار
تو دونون کے دلکو ہوا کچھ قرار

اشارے ہوے دور سے جو بہم
ہوئین اشک سے چشم دونونکی نم

ٹھہرنے کی فرصت نہ ہووے جہان
نہ بندھے وصل کا طور کیونکر وہان

فقط دور سے دید کرتے رہے
محبت کا دم دونون بھرتے رہے

مری عقل اس جا پہ حیران ہے
کہ دونون کو ملنے کا ارمان ہے

الٰہی جو اپنا کرے تو کرم
تو ہو جائین معشوق و عاشق بہم

غرض ایک شہزادی کی تھی مشیر
اوسی نے پلایا تھا طفلی مین شیر

محبت بھی ملکہ سے کرتی تھی وہ
قدم مان کے درجہ پہ دھرتی تھی وہ

تھی ایک اوسکی بیٹی بہت نوجوان
بہن اوسکو کہتی تھی ملکہ جہان

وہ خدمت مین ملکہ کی ممتاز تھی
نہان دل مین رکھتی ہر اک راز تھی

ولیکن وہ دانا زمانہ کی تھی
وہ رکھتی تھی سب حال سے آگہی

سخن یہ کیا شاہزادی کے ساتھ
ادب سے کھڑے ہو کے جوڑے اپنے ہاتھ

کہ جی کی امان پاؤن تو کچھ کہون
نہین تو مین خاموش بس ہو رہون

یہ شہزادی بولی تو کہہ میری جان
سنون گوش دلسے تیری داستان

کہا اوسنے شوخی سے پھر یہ بیان ۔ بھلا کون ہے روز آتا جوان
چلن آپکا ہے یہ اچھا نہین ۔ خبر بادشہ سن نہ لیوے کہین
تمھین تو نہین کچھ ہے خوف و خطر ۔ خواصون کا بس مونڈا جائیگا سر
بس انصاف کی جا ہے ای میری جان ۔ کہین ایسا کرتی ہین شہزادیان
تیرے حسن کی پہونچی ملکون مین دھوم ۔ ہے خواہان تیرا دل سے سلطان روم
تو اب سیر کو باغ جایا نہ کر ۔ ہر اک گل کو صورت دکھایا نہ کر
کہی جب چنبیلی نے یہ اوس سے بات ۔ تو ملکہ یہ بولی نہ بک واہیات
بہت چڑھ گئی منھہ ہے تو اے شریر ۔ تیری مان کا مینے پیا ہے جو شیر
اسی سے تیری بخشدی ہے خطا ۔ سخن یہ زبان پر نہ لانا ذرا
کوئی اور جو کرتا یہ گستاخیان ۔ نکلواتی گدی سے اوسکی زبان
پھر آکر نہ صورت دکھانا کبھی ۔ مرے سامنے سے چلی جا ابھی
سنے جب کہ ملکہ جہان کے کلام ۔ چلی بس چنبیلی کر اوسکو سلام
گئی وہ جو روتی ہوئی مانکے پاس ۔ تو پوچھا ضعیفہ نے ہے کیون اوداس
بتا مجھسے روتی ہے کیون زار زار ۔ ہے کسواسطے دل تیرا بیقرار
مفصل سنا مجھکو سب ماجرا ۔ ہوئی تجھ سے ملکہ جہان کیون خفا
وہ مالک ہے اور اوسکی لونڈی ہے تو ۔ سخن اوس سے کرنا نہین دوبدو
جو دے حکم فوراً بجا لائیو ۔ سر اوسکے قدم سے نہ سرکائیو
مین کیا حال بتلاؤن امان تجھے ۔ بہت شرم آتی ہے کہتے مجھے
نیا شاہزادی نے سیکھا ہے طور ۔ ذرا بھی نہین نیک و بد پر ہے غور
ہوا اک ہے بدحیثیت سا جوان ۔ اوسے پیار کرتی ہین ملکہ جہان
سر شام گلشن مین جاتی ہین وہ ۔ کسی ڈھب سے اوسکو بلاتی ہین وہ

کھڑے دونون کرتے ہین آنکھون نکو گرم
اشارون سے ہوتی ہین باتین عجب
ابھی تک تو ہے خیر اس کے سوا
نہین وصل ہو سکتا مجبور ہین
ضعیفہ نے جب ماجرا سب سنا
گئی طیش کھا کر جو ملکہ کے پاس
نہ وہ رنگ ہے اور نہ صورت ہے وہ
خبر تن بدن کی تھی مطلق نہین
تب ہجر سے اوسکا سینہ تھا شق
تپ عشق مین ہوش بالکل گیا
ضعیفہ نے ملکہ سے پوچھا یہ حال
جو مردہ کی صورت بنائے ہے تو
تجھے شرم و غیرت ذرا بھی نہین
وہ ہے کون ایسا جوان خوب رو
پڑھایا لکھایا جو مین نے تجھے
یہ ظاہر اگر ہوگا بیگم پہ حال
حفاظت مین تیری تھی ملکہ جہان
جواب اسکا بیگم کو پھر دونگی کیا
جو تھا نیک و بد سب سکھایا اوسے
ابھی خیریت ہے کہا سیر امان
سخن جب سنا یہ نصیحت کے ساتھ

نہ کچھ اونکو غیرت نہ کچھ اوسکو شرم
خدا جانے اور کیا کرین گی غضب
نہین عیب دونون مین ہے کچھ ہوا
تب ہجر سے دونون رنجور ہین
پریشان ہوئی اور سر کو دھنا
اوڑے دیکھکر اوسکو ہوش و حواس
بنی جیسے مٹی کی مورت ہے وہ
ہے خفگی کے عالم مین چین بر جبین
اسی سے تھا چہرہ کا بس رنگ فق
چھپایا جو سر کو بدن کھل گیا
بتا دل کو تیرے ہے کسکا خیال
بتا جوگ کسپر رمائے ہے تو
کوئی کام کرتا ہے ایسا کہین
کہ جسپر فدا ہے دل و جان سے تو
عوض اوسکے کیا دیگی ذلت تجھے
تو ہوگی مجھے جان بچانا محال
یہ اطوار بد اوسنے سیکھے کہان
تجھی سے ہون مین پوچھتی دے بتا
کہ طوطے کی صورت پڑھایا اوسے
دل اپنا تو لے پھیر اسے میری جان
تو ملکہ لگی دھرنے کانون پہ ہاتھ

نصیحت سے نا نے ہے عاشق کہین
ضعیفہ سے بولی یہ ملکہ جہان
میرے اوڑنے سنتے سے اوسان ہین
ہوا تم کو پیری مین اہان یہ کیا
مین واقف نہین اوسکی ہون شکل سے
یہ کہہ اوس سے شہزادی رونے لگی
لگی کہنے کھا کر ہیرا مر جاؤن گی
کنی ہیرے کی کھا کے سوتی ہون مین
انگوٹھی مین ہیرا جو تھا بے بہا
مین کام اپنا کرتی ہون فوراً تمام
اگرچہ ضعیفہ تھی دانا بڑی
ضعیفہ تو اگلے زمانے کی تھی
یہی دل مین سوچی کہ ہوگا غضب
خوشامد کی باتین وہ کرنے لگی
تیرا کس طرف کو ہے ملکہ خیال
دل و جان سے مین تجھپہ قربان ہون
بہت پیار ملکہ کو اوس نے کیا
ہوئی کیا تو دیوانی ملکہ جہان
تجھے مین نے پالا تھا اس واسطے
تو بھیجے جہان اوڑکے وہان جاؤنگی
بہت سنکے شہزادی دل مین ہنسی

کہ ہے جونک تجھکو لگتی نہین
یہ کیا جھوٹ کرتی ہو اما بیان
چنبیلی نے تیرے بھرے کان ہین
جو یہ ذکر بیہودہ تمنے کیا
یہ ناحق لگاتی ہو تہمت مجھے
اور منھ اپنا اشکون سے دھونے لگی
تیرے داغ سینہ پہ دھر جاؤنگی
تیرے واسطے جان کھوتی ہون مین
لگی کہنے جاتی ہون اسکو چبا
میری ماں سے کہدینا میرا سلام
وہ لے کر یہ اوسکے دل مین ڈری
نہ سیکھے تجھے چھل بٹے اوسنے کبھی
کہون گی جو ملکہ کو مجھ اور اب
چنبیلی پہ الزام دھرنے لگی
چھپاتی ہے کیون مجھسے دلکا تو حال
خوشی ہو تو جس مین وہی مین کرون
لیا گود مین اور دلاسا دیا
جو رکھتی ہے راز اپنا مجھسے نہان
تو جیتی مرے زہر کھا جان دے
مین یا دل مین ٹھگلی لگاؤن گی
کہ اب تو میرے دام مین یہ پھنسی

چھپانا ہے لازم نہین اس سے حال
ضعیفہ کی وہ گو دین نازنین
تو گستاخیان میری کر دے معاف
قسم تجھکو میری محبت کی ہے
نہ لانا زبان پر کبھی یہ بیان
ضعیفہ یہ بولی ہے شاہد خدا
لگی کہنے تب اوس سے ملکہ جہان
سیر شام ہر روز جاتی تھی مین
روش پر کھڑا دیکھا اک نوجوان
مین کہتی ہون تجھسے یہ کھا کر قسم
وہ انسان ہے یا پریزاد ہے
میرے دل کو ہے چھین کر لیگیا
ترا یا بھلا لوگ مجھکو کہین
نکل جاے دل کی میرے آرزو
ضعیفہ ہنسی سن کے ملکہ کا حال
مین کہتی ہون جو تو سنے میری بات
مزا خوب شب بھر اوٹھا لیجیو
وہ شب بھر ہے تیرا اور اوسکی ہے تو
اوسے دل سے اپنے بھلا دیجیو
زیادہ اگر پاؤن پھیلا ئیگی
ضعیفہ نے لانے کا وعدہ کیا

یہ بلبل کا کردیگی گل سے وصال
گئی اور بہت پیار کی باتین کین
کہون حال دل اپنا پھر صاف صاف
بہت یہ جگہ شرم و غیرت کی ہے
کہ عاشق کسی پہ ہے ملکہ جہان
فرشتہ نہ جانیگا میرے سوا
کرون حال کیا اپنا تجھسے بیان
ہوا باغ کی خوب کھاتی تھی مین
کرون اوسکی خوبی کا کیا مین بیان
نہین حسن مین ہے وہ یوسف سے کم
گلستان خوبی کا شمشاد ہے
مجھے داغ حسرت کا وہ دے گیا
وہ یوسف ہے میرا زلیخا ہون مین
جو یکبار اوس سے ملا دیوے تو
لگی کہنے لادونگی کیا ہے محال
بلا دونگی اوسکو فقط ایک رات
سحر ہوتے رخصت اوسے کیجیو
نہ باقی رہے دل مین کچھ آرزو
زبان پر نہ نام اوسکا کبھی لیجیو
تو اپنے کیے کی سزا پائیگی
بہت اپنے دل مین ارادہ کیا

مین کسطور سے اوسکو لاؤن یہان — کہ جانے نہ کوئی یہ راز نہان
ضعیفہ نے ملکہ سے پوچھا پتا — وہ ہے کون اور نام اوسکا ہے کیا
وہ رکھتا ہے اپنی کہان بود و باش — کرون کس جگہہ جاکے اوسکی تلاش
لگی کہنے اوس سے یہ ملکہ جہان — مین واقف نہین رہتا ہے وہ کہان
یہ معمول لیکن ہے اوسکا مدام — کہ اکبار آنا اوسے وقت شام
چمن کے کنارے جو ہے سبزہ زار — وہین وہ کھڑا دیکھتا ہے بہار
محل کی بلندی پہ ہو جلوہ گر — اوسے دیکھہ لیتی ہون مین اک نظر
کہا اوسنے بس آج مین بھی چلون — اوسے اک نظر دور سے دیکھہ لون
پھر آگے جو کچھہ مجھسے بن آئیگی — یہ لونڈی ہنر تجھکو دکھلائیگی
ہوئی شام تو ملکہ ہو کر سوار — چلی باغ کی سیر کو دلفگار
ضعیفہ بھی اوس روز ہمرہ گئی — خواصی مین ملکہ کی حاضر رہی
خواصین بہت گو تھین اوس روز ساتھ — ضعیفہ کا شہزادی پکڑے تھی ہاتھ
چمن کے کنارہ تھی بارہ دری — وہان جاکے ملکہ جو ٹھہری ذری
کہ اتنے مین آیا نظر وہ جوان — ضعیفہ سے بولی یہ ملکہ جہان
سرو کے تلے ہے کھڑا دلربا — مین سو جان سے ہون اسی پر فدا
جو دیکھا ضعیفہ نے آنکھین اوٹھا — تو چمکا ستارہ سا وہ صبح کا
ضعیفہ تو سکتے مین آرہ گئی — لگی کہنے یوسف سے ہے بیشک یہی
کہا اوسنے ملکہ سے جاتی ہون مین — اوسے دام مین اپنے لاتی ہون مین
خدا نے جو چاہا تو بس دو بدو — کرون جاکے مطلب کی مین گفتگو
جہان پر کھڑا تھا وہ خاطر شکن — وہین ہوکے نکلی جو وہ پیرزن
خیال اوسطرف کو نہ ہرگز کیا — چمن سے تھا باہر کا رستہ لیا

گھڑی دو گھڑی بعد یہ بھی چلا
گھڑی دیکھی وہان ایک عورت ضعیف
تو اس باغ مین کس لیے تھا گیا
پھر جا سپاہی کو بلواتی ہون
تو چل تو گلستان کے وارثہ پاس
رہا مثل تصویر خاموش وہ
ضعیفہ ڈری دیکھ پھر ایسا نہو
جواب اسکا پھر دونگی ملکہ کو کیا
ضعیفہ تو اس فکر مین تھی ادھر
شتابی سے اوٹھ پا دن پر گر پڑا
مین بیشک تمھارا گنہگار ہون
سزا جو کہ سمجھو تمھین مجھکو دو
میرے اوپر اپنی عنایت کرو
وہ ہے کون کوٹھے پہ جو تھی کھڑی
کہون کیا اوسی گل پہ مرتا ہون مین
ضعیفہ نے اوسکا جو دیکھا یہ حال
تو جسکے لیے روز آتا ہے یہان
تجل جسکے رخ سے ہے ماہ منیر
وہ ہے بادشازادی ملکہ جہان
تیری اوسکی نسبت ہی بالکل نہین
زیادہ نہ بس حوصلہ اپنا کر

گنوان اوسکو اک راستہ مین ملا
لگی کہنے اوس سے تو سن اے حریف
تجھے شرم و غیرت نہین بے حیا
تجھے جیلخانہ مین بھجواتی ہون
یہ سنکر اوڑے اوسکے ہوش و حواس
زمین پر گرا ہو کے بیہوش وہ
کہ دیوے کہین جان اپنی یہ کھو
کہ خلعت کے بدلے ملیگی سزا
اودھر غش سے اوٹھا وہ خستہ جگر
ہوا باندہ کر ہاتھ ادب سے کھڑا
بجا لانیکو حکم تیار ہون
نہ تم پاس داروغہ کے پہلو
بتا دو ذرا مجھکو تم کون ہو
تھی سونے کی پتلی جواہر جڑی
دل و جان نثار اوس پہ کرتا ہون مین
دلاسا دیا اوسنے اوسکو کمال
نہان راز تیرا ہے مجھ پر عیان
اوسیکو بلایا ہے بس مین نے شیر
نہین حسن کا ثانی جسکے یہان
کہان آسمان وہ کہان تو زمین
فرشتون کے جلتے ہین اس جا پہ پیر

توپھر کس طرح سے وہان جائیگا
مین کہتی ہون کہنا مرا مان لے
ضعیفہ سے مرزا علی نے کہا
مجھے اپنے مرنے کا ارمان ہے
سنے جب ضعیفہ نے اوسکے کلام
میان عشق جو چاہو تم وہ کرو
تمھین نے تو لیلی کو کر کے سوار
تمھین نے تو مجنون کو رسوا کیا
تمھین نے تو صحرا پھرایا اوسے
بتائی یہ فرہاد کو تم نے راہ
تمھین نے تھا تیشہ لگایا اوسے
کیے گھر ہزارون کے تمنے تباہ
کہ ہے آرزو عدل کی بس یہی
یہ سمجھی ضعیفہ کہ طرفین سے
کرون اپنے مطلب کی مین اس سے بات
کہ ایسا نہو رو نہ آئے یہان
ضعیفہ یہ بولی نہو تو ہراس
تجھے اوس سے بیشک ملا دونگی مین
مجھے اپنے گھر کا ٹھکانا بتا
مین کل آپ گھر پر ترے جاونگی
جو تھا نام لکھ کے سنایا اوسے

گیا بھی تو جیتا نہین آئیگا
نہ تو مفت مین اپنی بس جان دے
کرو غم نہ مرنے کا سرکر ذرا
روا رکھنا کب عشق مین جان ہے
کیا حضرت عشق کو بس سلام
کہ بس کام مین اپنے تم فرد ہو
دی مجنون کے ہاتھون شتر کی مہار
نہ پھر وصل لیلی کا ہونے دیا
جو تھا قیس مجنون بنایا اوسے
کہ دلمین ہوئی اوسکی شیرین کی چاہ
اور پھر بیستون سے گرایا اوسے
میان عشق شاباش ہے واہ واہ
دوبارہ عنایت نہ کرنا کبھی
یہ لیلی وہ مجنون ہین بس ہو رہے
زیادہ گئی ہے ابھی سے بھی رات
تو پھر بھاگ کر جائینگے ہم کہان
ترے درد کی ہی دوا ہے مرے پاس
کہ دونون کو یکجا بٹھا دونگی مین
کہان رہتا ہے نام تیرا ہے کیا
جو کچھ حال کہنا ہے کہہ آؤنگی
بتایا اپنے گھر کا پتا اوسے

کہا یہ ضعیفہ نے سمجھا کے پھر
یہ کہکے ضعیفہ گئی جب اودھر
کہا جا کے ملکہ سے سب ماجرا
ہین کان اوسکے باتونسے بھر آئی ہون
ہین کل صبح کو جو وہان جاؤنگی
سنی وصل کی جب یہ ملکہ نے بات
ضعیفہ سے شہزادی کہنے لگی
نہین تھا جو اوس ضعیفہ کا نام
تمیزن جو تھی اک بہن اوسکی اور
ہمیشہ بہن پاس جاتی تھی وہ
جٹھیلی بھی ہر سال ہین ایک بار
بلاڈولی والے کو وقت سحر
اوسے حال سے اپنے ماہر کیا
اوسے راضی کرکے گئی وہ اودھر
ہے اور ٹھکانے سے پہونچی وہان
گیا وہ ضعیفہ کو لیکر وہان
ضعیفہ کو مسند پہ پہلے بٹھا
جواہر کی کشتی کو رکھ روبرو
یہ گرچہ ہے قابل تمہارے نہین
یہ بولی ضعیفہ کہ واللہ مجھے
ہے زنہار پروا نہین کچھ مجھے
ہین کل آؤنگی رہیو تو منتظر
تو یہ بھی جوان پھر چلا اپنے گھر
کہ بیشک ہے صادق وہ عاشق ترا
کل آنے کا وعدہ بھی کر آئی ہون
جو طور آنیکا ہے بتا آؤنگی
خوشامد ضعیفہ کی کی ساری رات
تری آج سے بس ہین لونڈی ہوئی
اوسے کہتے خانم تھے سب خاص و عام
وہ رہتی الگ تھی غریبونکے طور
اور اکثر کچھ اوسکو دیا آتی تھی وہ
تھی خالہ کے گھر جاتی ہوکر سوار
گئی خانم اپنی بہن کے جو گھر
کہ ملکہ کا عشق اوس نے ظاہر کیا
بتایا تھا اوسنے جہان اپنا گھر
تو آیا نظر اوسکو وہ نوجوان
جو خلوت کا تھا ایک اوسکے مکان
گیا بیٹھ یہ بھی قرینے سے جا
ضعیفہ سے کی اوس نے یہ گفتگو
قبول اسکو کیجیے تو ہو دلنشین
نہین لینے آئی ہون تمسے ہین زر
مبارک یہ زر تیرا تجھکو رہے

بہت مجھکو دیتی ہے ملکہ جہان
ضعیفہ یہ بولی کہ والا نژاد
مین چاہونگی جس طور لیجاؤنگی
سنا وصل کا جب کہ پیغام یار
قدم سر پہ پیغامبر کا دھرون
نصیب ایسے عاشق کے ہون واہ واہ
کہا یہ ضعیفہ سے نے تھام اوسکا ہاتھ
یہ کشتی اوسے دینا اے نیکنام
کہا اوسنے طیار ہون مین چلو
سہن کے جو گھر وہ لے آئی اوسے
سنایا تمنن کو سب ماجرا
ضرور اوسکو پہونچاونگی مین وہان
یہ کرتی نصیحت ہون لیکن تجھے
جو کل صبح آویگا یہ گھر ترے
ڈھلے دوپہر کے مین یان آؤنگی
چنبیلی کے دھوکے سے لیجاؤنگی
ضعیفہ نے یہ ڈھنگ بتایا اوسے
ہوئی کہکے خانم روانہ اودھر
ضعیفہ نے ملکہ کے بس روبرو
خدا نے جو چاہا تو کل لاؤن گی
خوشی کی خبر جو سنائی اوسے
یہ لون تجھسے مین تو رہون پھر کہان
کیا تیرے دلبر نے ہے تجھکو یاد
تجھے پاس اوس گل کے پہونچاؤنگی
قدم پر گرا اوسکے ہو کر نثار
جو کچھ حکم دیجیے وہی مین کرون
کہ گل خود کرے دلسے بلبل کی چاہ
سہن کے مکان چل ابھی میرے ساتھ
کہ نکلے گا اوس سے بہت تیرا کام
بجا لاؤن آنکھون سے جو حکم ہو
جواہر کی کشتی دلائی اوسے
اسی پر ہے سو جان سے ملکہ فدا
رہے جس محل مین ہے ملکہ جہان
کہ یہ بھید ہرگز نہ کوئی سنے
بٹھا رکھیو تو ہوکے بے غم اوسے
سواری بھی ساتھ اپنے لے آؤنگی
اسے پاس ملکہ کے پہونچاونگی
کہ تریا چرتر سکھایا اوسے
تو مرزا علی بھی گیا اپنے گھر
بیان کیفیت جا کے کی سو یہ ہو
ترے پہلو مین اوسکو بٹھلاؤنگی
گویا آشنائی سکھائی اوسے

وہانکا تھا داروغہ شیدی بہار
وہ تھا مرد عاقل بہت ہوشیار

محل کی تھا ڈیوڑھی پہ رہتا مدام
یہی تھا تعلق مین بس اوسکے کام

محل کی حفاظت ہو ہر طرح سے
بہت اوسکے خواجہ سرا پاس تھے

سپاہی جو تعنات تھے ایکہزار
تھا اون سب کا سردار شیدی بہار

لکھون یان سے پھر مین ضعیفہ کا حال
ہنر کرتی کیا کیا ہے وہ پیرزال

رکھا بوجھ اوس نے منگا پالکی
کہ جس طرح سے بیٹھا ہو آدمی

اور اوپر سے چھٹکا ڈھکا اسطرح
زنانی سواری ہو بس جسطرح

کہ داروغہ پاس ایک آئی خواص
یہ فرمان ملکہ کا لائی خواص

چنبیلی جو خالہ کے گھر جائیگی
اور پھر شام کو لوٹ کر آئیگی

کہارون کو دے حکم آئین یہان
سواری کو پہونچائین فوراً وہان

سپاہی بھی دو چار ہمراہ دے
چنبیلی کو لے جائین توقیر سے

یہ داروغہ نے حکم سر پر لیا
کہ تعمیل فرمان فوراً کیا

چلے لیکے جسدم سواری کہار
تو ہمرہ سپاہی گئے پانچ چار

ضعیفہ بھی ڈولی پہ ہمرہ گئی
تمیزن کے گھر مین جو داخل ہوئی

زنانے مین جا پالکی دھر گئے
کہار اور پیادے بھی باہر رہے

فہیمن ملی جا تمیزن سے جب
حکایت سنائی جو گذری تھی سب

وہ کمرے مین جسدم ملانے چلی
تو دیکھا کہ بیٹھا ہے مرزا علی

وہ مسند پہ بیٹھا تھا بس اسطرح
کہ دولھا بنا بیٹھا ہو جس طرح

ضعیفہ خوشی دیکھ اوسپر ہوئی
بلائین لین اور اوسکے صدقے گئی

کھلا اور پلا کر سلایا اوسے
کہ باتون مین اپنی لبھایا اوسے

ہوئی شام بارے کٹا دن تمام
فہیمن نے بس یہ کیا اہتمام

بہت اچھی پوشاک تھی اوسکے پاس
کہا تیّے چلیے ہین حاضر کہار
ہوے پالکی مین جو مرزا سوار
اوٹھائی کہارون نے جو پالکی
سواری جو پہلے اوتاری تھی وہ
ہوئی کانا پھسکی کہارون مین جب
بڑھا جو سواری کو ہوتی ہے رات
سواری جو ڈیوڑھی پہ داخل ہوئی
سواری کی تالاشی بس لونگا مین
مجھے اسمین معلوم ہوتا ہے بھید
ضعیفہ تھی ہر فن مین بس ہوشیار
خفا ہوکے بولی کہ او سیاہ رو
موئے حبشی تیری بھی ہے یہ مجال
میرے رتبہ کو تو نہین جانتا
تیرے کان اور ناک کٹوا دونگی
ابھی پاس بیگم کے جاتی ہون مین
اوتر ڈولی سے جب وہ بھیتر چلی
ذرا سوچکر دل مین شیدی بہار
خدا جانے یہ کیا کرے گی غضب
ڈرا دل مین داروغہ اور یہ کہا
میری تاب و طاقت ہے یہ کب بھلا
چنبیلی کا پہنایا اوسکو لباس
نہی نکلے آپ ہوجیے اب سوار
تو باہر سے اوسنے بلائے کہار
تو دل مین ہوئی اونکے کچھ آگہی
نہین اتنی زنہار بھاری تھی وہ
تو ڈانٹا ضعیفہ نے ہو پر غضب
نہ باتین زیادہ کرو واہیات
تو حبشی نے یہ بات اوس سے کہی
کہ بے دیکھے جانے نہین دونگا مین
یہ سنتے ہی بڑھیا ہوئی لبس سفید
سمجھتی تھی شیدی کو مورکھ گنوار
سمجھ کر نہین کرتا تو گفتگو
جو بیٹی کا میری تو دیکھے جمال
جو یہ سخت کلمہ ہے تو نے کہا
شہر سے بدر تجھکو کروا اونکی
حرمزدگی تیری سناتی ہون مین
تو حبشی کے دل کو ہوئی بیکلی
یہ بڑھیا ہے بیگم کی مختار کار
شہو جو سمجھا اس سے ہے بیشک عجب
بڑی بی ہو مین کیون تم اتنی خفا
جو مین کر سکون آپ کا سامنا

یہ حبشی کہاروں سے بولا پکار　　محل مین سواری وہ جلدی اوتار
سواری محل مین جو داخل ہوئی　　مکان مین چنبیلی کے وہ لے گئی
جہان پر چنبیلی تھی رہتی مدام　　اوسیکا تھا اوس گھر مین اہتمام
جو دیکھا چنبیلی نے آیا وہ شوخ　　تو کمرہ مین اپنے چھپایا وہ شوخ
اور پاس اپنے اوسنے بٹھایا اوسے　　کلام اپنا شیرین سنایا اوسے
بہت کی عنایت جو آئے حضور　　میرے گھر مین تشریف لائے حضور
ضعیفہ تو مرزا کو بٹھلا وہان　　گئی جس مکان مین تھی ملکہ جہان
سلام اوسنے ملکہ کو جا کر کیا　　ملے جو تھا انعام دینے کہا
زبان سے کیا جو کہ اقرار تھا　　جواہر ابھی دیجیے بے بہا
بڑا کام تیرا کر آئی ہون مین　　ہتھیلی پہ رکھ جان لائی ہون مین
کہا سنکے ملکہ کے دل کا قلق　　کہ اسنے نباہا ہے خدمت کا حق
گلے مین جو پہنے تھی نولکھہ ہار　　دیا اوسکو انعام اوسنے اوتار
کہا ملکہ نے میری انّا ن بتا　　کہان تو نے رکھا ہے اوسکو چھپا
ضعیفہ نے حکمت بتائی اوسے　　کہ اسطرح سے ہون مین لائی اوسے
چنبیلی کے پاس اوسکو مین لائی ہون　　اور سب بند و بست اچھا کر آئی ہون
تو جب چاہنا اوسکو لینا بلا　　خوشی کرنا دل پاس اپنے بٹھا
ولیکن یہ کہنا میرا کیجیو　　صبح کو نہ رہنے اوسے دیجیو
فجر کو تیرے پاس مین آؤنگی　　کسی طور سے اوسکو لیجاؤن گی
کہا اوسنے بہبودی بس جانونگی　　ترا حکم بے عذر مین مانونگی
یہ کہکے ضعیفہ گئی بس وہان　　جہان پر تھا رہنے کا اوسکے مکان
رسیلی کو ملکہ نے فورا بلا　　یہی خوب سمجھا کے اوس سے کہا

چنبیلی کے کمرہ مین تو جلد جا
وہ گل وہان پہ بیٹھا ہی اوسکو لے آ

مت کے کمرہ مین اوسکو بٹھلائیو
اور خاطر تواضع سے پیش آئیو

کہی حکم سنکر رسیلی وہان
کہ پوشیدہ بیٹھا تھا وہ گل جہان

کہا یہ چنبیلی سے تھام اوسکا ہاتھ
تو اس گل کو لے چل ابھی میرے ساتھ

چلین لیکے مرزا کو دونون خواص
کہ پہونچایا ملکہ کے کمرے مین خاص

کہ مسند پہ جا کر بٹھایا اوسے
تجمل مکان کا دکھایا اوسے

وہ آئینونکی قد آدم بہار
تھے ہر کمرے مین وہان لگے چار چار

تھے جھاڑ اوسمین سوتی کے بیشمار
کنول کی برابر تھی اونمین قطار

تھین ہر رنگ کی سیکڑون ہانڈیان
بہت فرش عمدہ پہ ہر ونگیان

کرے جو کوئی غور تصویرون کو
یہی چاہے دل اونکو دیکھا کرو

سنہلے روپہلے براکٹ تمام
عجائب مرصع کا تھا اونپہ کام

کنول کی چڑہین سیکڑون جوڑیان
کرون اونکی کیا روشنی کا بیان

بہت فرش مقبول تھا لا بیان
زری کی بچھی جس پہ مسند وہان

جڑاؤ سجھا تھا وہان اک پلنگ
جو انسان دیکھے تو ہو عقل دنگ

بہت نرم توشک تھی اوس پر بچھی
اور اوپر تھی شبنم کی چادر کھنچی

دہرے تکیے مخمل کے تھے نرم نرم
ہو سمور کو جسکے دیکھے سے شرم

مہیا زمانے کا سامان تھا
ہر اک اپنے موقع سے تھا وان رکھا

لکھون گر مین کوٹھی کا بالکل بیان
تو ہو ختم ہرگز نہ یہ داستان

وہ خلوت مین بیٹھا تھا اس طرح
ستارون مین ہوتا ہے مہ جسطرح

وصال عاشق ومعشوق

پلا مجھکو ساقی مئے پرتگال
کہ معشوق و عاشق کا کردون وصال

کہ اتنے مین آئی جو ملکہ جہان
یہ دیکھا کہ بیٹھا ہے وہ دلستان

وہ پوشاک پہنے ہوئے برق تھی
جواہر کے دریا مین گو غرق تھی

ہوئی سامنے آکے جب وہ کھڑی
تو سینہ مین برچھی سی اوس کے گڑی

یکایک جو ہاتھون سے دل کھو گیا
اوسے دیکھ سکتے مین وہ ہو گیا

گئی بیٹھ کرسی پہ ملکہ جہان
تو دیکھا کیا چپکے وہ نیم جان

کہا یہ چنبیلی سے ملکہ ہوا
ترا رعب اسپر ہے غالب ہوا

تو پہلو مین جا بیٹھ خود اسکے پاس
بجا ہین نہین اسکے ہوش و حواس

پکڑ کر چنبیلی نے ملکہ کا ہاتھ
بٹھایا بغل مین جو مرزا کے ساتھ

کہا یہ چنبیلی نے اے میری جان
نہ کر شرم تو اب کہا میرا مان

ترے گھر مین یہ آج مہمان ہے
اسے بات کرنیکا ارمان ہے

مین کہتی ہون اس سے ذرا بول تو
تکلم سے شیرین دہن کھول تو

یہ ہے قسمت اسکی جو آیا ہے یہ
ہے لازم تجھے قدر تو بھی کرے

چنبیلی نے مرزا سے پھر یہ کہا
تو کیون چپکا بیٹھا ہے اے مہ لقا

تو تقدیر اپنی سے شیدا نہین
گلے سے اسے کیون لگاتا نہین

یہ ہے بادشہزادی تو ہے غریب
ملی تجھکو یہ تیرے جاگے نصیب

چنبیلی نے مطلب کی جو چھیڑ کی
تو اک بار دونون کو آئی ہنسی

خوشی کی لگے کرنے باتین بہم
گیا بھول فرقت کا رنج و الم

تھا یہ تذکرہ درمیان مین رہا
تو دل کھول کر اسنے اس سے کہا

تھا جس روز سے مین نے دیکھا تجھے
تھا آرام ہرگز نہ دم بھر مجھے

چنبیلی نے ملکہ کے کہنے سے لا
صراحی و ساغر کو حاضر کیا

بھرا جام مے آپ ساقی ہوئی ۔ اور ملکہ کو دیکر یہ کہنے لگی
کہ تو ہاتھ سے اپنے بھر کر پلا ۔ مزا ساغر مے کا اسکو چکھا
بہت کہنے سے اوسنے بس کیا کہین ۔ نزاکت سے ساغر لیا ہاتھ مین
لگی ہنسکے کہنے یہ ملکہ جہان ۔ یہ کہتی ہون مین تمسے اے جانجان
اگر چاہے دل تو اسے پیجیے ۔ تو اضح قبول اب میری کیجیے
جو مرزا نے ملکہ سے ساغر لیا ۔ تو یہ عدل کا شعر اوسدم پڑھا
پلائے جو مے یار تو پیجیے ۔ نہ انکار ہرگز ذرا کیجیے
اور اوسنے بھی ساغر کو جلدی بھرا ۔ دیا منھ سے ملکہ جہان کے لگا
لگے کرنے باہم جو وہ میکشی ۔ بھرا جبکہ ساغر صراحی ہنسی
گئے نشہ مین ہوش اوسکے جو کھو ۔ تو مرزا علی نے کہا ہو سو ہو
پکڑ کر شتاب اوسنے ملکہ کا ہاتھ ۔ طرف اپنے کھینچا محبت کے ساتھ
لگا کہنے اک لحظہ تو آن کر ۔ ذرا میرے زانون پہ رکھ اپنا سر
محبت سے گردن مین ہاتھونکو ڈال ۔ میرے دل کی سب حسرتونکو نکال
میرے پاس آتو ذرا میری جان ۔ نہ تڑپا زیادہ کہا میرا مان
پیاسا ہون مین شربت وصل کا ۔ مجھے ساغر وصل جلدی پلا
یہ دیکھی چنبیلی نے جو چھیڑ چھاڑ ۔ کیے بند کمرے کے اوسنے کیواڑ
ہوئے دونون تنہا جو وہ ماہ رو ۔ تو دل کھول کر خوب کی گفتگو
خوشامد بہت اوسنے کی دیر تک ۔ تو پھر ہتھے پائی ہوئی بیدھڑک
اوٹھا گود مین لے پلنگ پر گیا ۔ وہ کہتی رہی چھوڑ اے بیحیا
سُنی اوسکی ہرگز نہین قیل وقال ۔ کمر مین دیا ہاتھ شوخی سے ڈال
وہ گرچہ کہا کی نہین رے نہین ۔ کہ اوسوقت کوئی سُنے ہو کہین

نہ مانا وہ اوس گل کو قابو مین کرا
یہ چھوٹی رکھائی تھی اوس ماہ کی
وہ ظاہر مین انکار کرتی رہی
وہ کھنے کو بس کسمساتی رہی
لگے دونون جو آپسمین وہ ملنے
دریچے در حسن کا کھل گیا
نئے طرز سے پھر کرون مین بیان
کسا جب سواری کا پیچ اک گرا
وے ایسے لگھتے کرون کیا بیان
کچتی مین دونون برابر رہے
بھر آئے جو آپس مین دونونکو دم
برابر کی اونہین جو کشتی ہوئی
اوٹھے پیکے جسدم شراب وصال
سنبھالے جو دونون لبس پیرہن
اودھر عرق مین غرق وہ مہ جبین
چنبیلی کو اس کی جو آہٹ ملی
جواہر کا حقہ بہت خوشنما
وہ پیتے تھے اسطرح دونون بہم
ہوئی دیر تک دونون مین گفتگو
یہ بولی کہ آرام کیجے ہوا
مسہری پہ شمس و قمر جو گئے

کیا جو کہ اوسکو تھا مدنظر
وہ دل سے پیاسی تھی اس چاہ کی
ولے ہاتھ کو لے پہ دھرتی رہی
مزا لب کا اوسکو چکھاتی رہی
خوشی سے طرح گل کی وہ کھل گئے
تو کرنے کو سیر اوسکی وہ گل گیا
لڑے گو اکھاڑے مین دو پہلوان
بمجبوری چت اوس کو ہونا پڑا
پہلوان کا رگڑا سہے پہلوان
گویا خوج جی کے اکھاڑے تھے
زیادہ تھا کوئی نہ کوئی تھا کم
پھر آخر کو دونون کو سستی ہوئی
پلنگ پر سے اوترے وہ دونون ہلال
بیان کیا کرون مین بقول حسن
لگے آنکھ پھیری اودھر نازنین
تو لیکر حقہ کو فورا آ چلی
بیان مین کرون اوسکی خوبی کیا
کہ بھرتے تھے گویا محبت کا دم
چنبیلی بھی بیٹھی رہی روبرو
تمھارے بھی سونیکا وقت اب ہوا
طرح ابر کے چھوڑ پردے دیے

ہوئے جب ہم آغوش وہ ماہرو
محبت سے کرنے لگے گفتگو

کہا شاہزادی نے اے میری جان
حسب اور نسب کر تو اپنا بیان

تو ہے کون اور کہان تیرا گھر
اور کسطرح کرتا ہے اپنی بسر

کہا اوسنے اے جان ملک جہان
مین کرتا ہون احوال اپنا بیان

میرا باپ ہے تاجر دن مین بڑا
کہ ہے نام اونکا میان مصطفا

ہر اک ملک مین اونکی ہین کوٹھیان
کرورون کی چلتی ہین بس ہنڈیان

خدا کی عنایت سے ہین مال دار
ہر اک ملک کی جنس ہے بے شمار

فقط ایک بیٹا مین ہی اونکا ہون
ہون مختار کل جو مین چاہون کرون

بہت ناز سے بس پلا ہونگا مین
کہ مان باپ کا لاڈلا ہون گا مین

نہین کچھ بھی کرتا ہون مین کاروبار
کیا کرتا ہون سیر لیل و نہار

مہیا زمانے کا آرام ہے
مجھے عیش و عشرت سے بس کام ہے

نظر آیا جس دن سے تیرا جمال
کہون کیا مین اے جان جو کچھ تھا حال

کوئی شے جہان کی خوش آتی نہ تھی
ترے ہجر مین جان جاتی نہ تھی

تپ ہجر سے جلتا تھا تن بدن
کہون کیا مین تجھسے بقول حسن

یہ حسن و جوانی اور یہ غم
ستم ہے ستم ہے ستم ہے ستم

کسطرح جب دلکو پڑتی نہ کل
تو یہ عدل کی تھا مین پڑھتا غزل

غزل عدل

کہون عشق مین کیا حقیقت ہوئی
نئی سر پہ میرے مصیبت ہوئی

نہ پھر ہونگا عاشق کسی اور پر
کہ دل مجھکو دیکر نصیحت ہوئی

مین مرتا رہا تیری الفت مین مفت
تجھے کچھ نہ میری محبت ہوئی

میری قدر کیون عاشقون مین نہو
حسینون مین تیری جو عزت ہوئی

ہوا عدل جس دن سے عاشق تیرا
اوسی دن سے بس اوسکی شہرت ہوئی

میرے عشق نے ہے جو تاثیر کی
تیرے دل مین اوسنے جگہ مجھکو دی

عنایت سے تم نے بلایا مجھے
ہے مرنے سے بیشک جلایا مجھے

کہان تک کرون شکریہ مین ادا
کہ تم ہو شہنشاہ مین ہون گدا

دل و جان سے مین ہون تمھارا غلام
کرونگا مین آنکھون سے خدمت مدام

مین یہ عرض کرتا ہون تم بھی ضرور
کروگی مجھے دل سے اپنے نہ دور

جو ہے شرط خدمت بجا لاؤنگا
قدم سے تیرے سر نہ سرکاؤنگا

یہ کہنے لگی سن کے ملکہ جہان
یہی مین بھی ہون چاہتی میری جان

ولے اس جگہ میرا چارہ نہین
کہ انسان کا یہان گذارہ نہین

بتا تو ہی آیا ہے یان کس طرح
بلایا ہے مین نے تجھے جس طرح

ہزارون طرح کا ہے اس جا پہ ڈر
کہین سن نہ لین بادشہ یہ خبر

خدا جانے کیا حشر برپا کرین
کسے مارین اور کس پہ تہمت دھرین

سزا جو کہ ہے سخت پائےگا تو
کہ بس جان سے مارا جائےگا تو

کبھی مجھکو جیتا نہ چھوڑینگے وہ
محبت کے رشتہ کو توڑینگے وہ

خواصین بہت ہین کہون تجھسے کیا
حرمزادے موذی ہین خواجہ سرا

بہت مجھسے بد زن ہے پرچہ نویس
ہین ہمراہ مخبر لگے اوس کے بیس

بہن ہے میری چھوٹی ملکہ نگار
اوسے والدہ دل سے کرتی ہین پیار

بہت عمر مین مجھسے چھوٹی ہے وہ
کرون کیا بیان اوسکا کھوٹی ہے وہ

وہ رہتی ہے مان پاس ہر دم شریر
ہے چودہ برس کی بہت دلپذیر

بہت اوسکو مین چاہتی دلسی ہون
مجھے دیکھ تیوری بدلتی ہے وہ
وہ چغلی میری مان سو کھاتی ہی کیون
نہایت مجھے اوس سے لگتا ہے ڈر
تو اک اک کی سو سو لگائیگی وہ
اسی مین ہے بہتر کہ تو یان سے جا
جو ہو بادشہ ہفت اقلیم کا
اگرچہ ہزارون ہین دنیا مین گل
تو شوہر میرا اور مین لونڈی تیری
صبح کو مین یہان آئیگی
ہوئی گفتگو جب یہ ملکہ کے ساتھ
سخن تو نے اے جان یہ کیا کہا
مجھے پھر کہے گی جو جانیکو تو
تیرے در کی چوکھٹ سے ٹکرا کے سر
کرونگا نہ ہرگز مین ست کو وہ تیرا
تیری دوری مجھکو گوارہ نہین
لکھی تھی تیرے ہاتھ میری قضا
یہ سچ ہے کہ مین تیرے لائق نہین
بتا عرش پر کیون چڑھایا مجھے
مجھے ایسا اول تو کرنا نہ تھا
کیا ہے تو لازم ہے کرنا نباہ

وہ رکھتی عداوت ہی بس کیا کہون
خدا جانے کیون مجھسے جلتی ہے وہ
طرف سے میری دل ہٹاتی ہی کیون
سنے گی کسی سے جو تیری خبر
خدا جانے کیا گل کھلائیگی وہ
میرے اور تیرے درمیان ہی خدا
نہ دیکھون گی اوسکو بھی تیرے سوا
پیا مین نے تیرا اولے جام مل
تجھی سے ہوئی میری ہم بستری
کسی طور سے تجھکو لے جائیگی
تو مر زانے غم سے ملے اپنے ہاتھ
صبح کو تو کر دیگی مجھکو جدا
تو جان اپنی دونگا تیرے روبرو
مین جان اپنی بس دونگا ای سیمبر
جوانی مین تھا مجھکو مرنا بدا
خدا کی ہے مرضی مین چارہ نہین
ملی دل لگانے کی مجھکو سزا
تو کیون پہلے الفت کی اے نازنین
اور پھر دھکو کا دیکر گرایا مجھے
قدم راہ الفت مین دھرنا نہ تھا
نکر مفت لازم تو مجھکو تباہ

ولیکن یہ کہنا میرا کیجیو
کہ جسوقت جاوے میرا دم نکل
اسی جا پہ تو دفن کرنا مجھے
یہ رو رو کے اوسنے کیا جو بیان
کہا شاہزادی نے اے میری جان
تو ایسا پریشان خاطر نہو
کرون کیا ولیکن مین مجبور ہون
ہے انصاف کی جا تو ہی دے بتا
تیری بہتری کو یہ کہتی ہون مین
تیری مرضی اے جان اسمین جو ہے
یہی پھر بھی کہتی ہون اے جان جان
کلیجہ مین جو چوٹ غم کی لگی
اگر لاکھ صدمے اوٹھاؤنگا مین
گلے مل کے دونون وہ رونے لگے
چنبیلی تھی کمرہ کے باہر کھڑی
چلی آئی فوراً وہ ملکہ کے پاس
کہا یہ چنبیلی نے ملکہ بوا
اور یہ گل بھی آزردہ ہے کس لیے
خوشی مین ہوا تمکو کیونکر ملال
کہ تم دونون کیون ایسے غمگین ہو
کہا شاہزادی نے رو رو کے حال

صواب اتنا بہر خدا کیجیو
تو تلوے میری آنکھونسے دینا مل
تو بہتر ہے جینے سے مرنا مجھے
تو ملکہ بھی لینے لگی ہچکیان
مین صدقے تیری تو کہا میری جان
غم و رنج مین جان اپنی نہ کھو
مین کہنے سو تیرے نہین دور ہون
کہ اس مین ہے میری بھلا کیا خطا
نیا داغ دل پر یہ سہتی ہو نہین
مین حاضر ہون جو کچھ تو مجھسے کہے
ہے اچھا نہین تیرا رہنا یہان
جو جانے لگا ہو تمھر مرزا علی
یہان سے نہین جیتا جاؤنگا مین
اور اشکون سے منھ اپنا دھونے لگے
جو آواز رونے کی اوس نے سنی
اور دیکھ حال اوسکا ہوئی بدحواس
ہے کیون روتی بتلا مجھے کیا ہوا
جو زانو پہ بیٹھا ہے سر کو دیے
بتاؤ مجھے صاف تم دل کا حال
مین صدقہ گئی جلد مجھسے کہو
بہن کیا کہون تجھسے دل کا ملال

تیری مان جو کل اسکو لیجاۓ گی
تو یہ گل بھی جانے کی سنکر خبر
مجھے اسکی فرقت گوارا نہین
جو چھٹ جائیگا مجھسے یہ مہ جبین
کوئی مجھکو تدبیر ایسی بتا
چنبیلی نے ملکہ سے بس سُنکے یون
بھلا اسکا یہان رکھنا مشکل ہے کیا
میری مان کو تو راضی کر لیجیو
جو تہ خانہ اس گھر کے نیچے ہے
مین حاضر خبر گیری کو ہون مدام
کسیطرح کا تو نہ اندیشہ کر
تو جب چاہے اوسکو بلا لیجیو
چنبیلی نے ملکہ سے جب یہ کہا
گلے بس خوشی سے لگا یا اوسے
چنبیلی سے ملکہ جہان نے کہا
چنبیلی تو میری دل و جان ہے
تیری مان کو راضی تو کرلونگی مین
کہا یہ چنبیلی نے ملکہ جہان
تو شہزادی جس کام کو حکم دے
تیرے کام مین میرا حاضر ہے سر
چنبیلی گئی گھر وہ جو رہے

مجھے داغ فرقت کا دیجائیگی
اسی غم مین بیٹھا ہے خستہ جگر
ولے اس جگہ میرا اجارہ نہین
تو پھر شکل جینے کی میری نہین
کہ کچھ روز رکھون مین اسکو چھپا
کہا تو پریشان خاطر ہے کیون
فرشتہ بچائے گا تیرے سوا
جو تجھ سے کہے تو اوسے بھیجیو
اوسی مین یہ پوشیدہ دن کو رہے
رہے گا حوالہ میرے بس یہ کام
سدا کرنا عیش طرب مین بسر
مزا خوب شب بھر اوٹھا لیجیو
تو ہوش و حواس اوسکے آئے بجا
اور پہلو مین اپنے بٹھایا اوسے
یہان کون میرا ہے تیرے سوا
سراسر تو بس عیش کی کان ہے
ولے تیرا احسان نہ بھولونگی مین
ادا حق تیرا مجھسے ہووے کہان
بجا لاؤن آنکھون سے فوراً اوسے
زیادہ گئی رات آرام کر
گلے لگ کے آرام سے سو رہے

چنبیلی بھی آکے کاشانہ مین — گئی لے کے مرزا کو تہ خانے مین
یہ تہ خانے کی خوشنمائی سنو — شمع جس مین درکار شب کو نہو
بچھا فرش معقول تھا جا بجا — بہت سبز کرسی سے تھا وہ سجا
ضرورت ہو جس شی کی انسانکو جب — ہو فی الفور موجود سامان سب
چنبیلی نے اوس گل کے پاس جا — بٹھا کر پلنگ پر یہ اوس سے کہا
یہان آپ تشریف رکھیے حضور — مین آؤنگی پھر دوپہر کو ضرور
اور ملکہ بھی غفلت سے بیدار ہو — اگئی بیٹھ مسند پہ منھ ہاتھ دھو
تھی خلوت مین بیٹھی جو ملکہ جہان — کہ اتنے مین خانم بھی آئی وہان
اوسے اوٹھ کے ملکہ نے تعظیم کی — برابر جگہ بیٹھنے کو تھی دی
گئی بیٹھ خانم جو ملکہ کے پاس — تو پھر کو اوس گل کی دیکھا اوداس
کہا اوس سے خانم نے ہے کیون ملول — ہوے سب تیرے دل کے مطلب حصول
بتا اوسکو کسطرح لیجاؤن مین — اسی گھر مین اب اوسکو پہونچاؤن مین
جو ملکہ سے یہ بات اوس نے کہی — تو سینے مین برچھی سی بس گڑ گئی
نہ بولی ضعیفہ کی باتون مین وہ — فقط اشک بھر لائی آنکھون مین وہ
کہا دیکھکر پھر ضعیفہ نے یہ — تو کرتی ہے کیون رنج اے رشک مہ
اسی مین جو مرضی تیری پاؤنگی — تو پھر اوسکو موقع سے لے آؤنگی
لگی کہنے خانم سے ملکہ جہان — کوئی دن تو رہنے دے اوسکو یہان
کیا ہے جو ممنون احسان مجھے — تو کرتی ہے اب کیون پریشان مجھے
ضعیفہ یہ سنکر ہوئی بس خفا — لگی کہنے تجھکو ہے کیا ہو گیا
جو کچھ نیک و بد ہے سمجھتی نہین — اگر راز کھل جائے گا یہ کہین
تو لاکھون کے یان خون ہو جائینگے — ہزارون سزا سخت یہان پائینگے

تیرا تو خدا جانے کیا ہوگا حال
تو دیوانی ملکہ جہان بس نہو
یہی تجھ سے کہتی ہون مین باربار
سدا فکر مین تیری رہتی ہے وہ
بہت اوسکی جانب سے مجھکو ہے ڈر
خدا جانے کیا رنگ لاوے گی وہ
ہے اس سے یہ بہتر کہ تو ضد نکر
مین ہرگز نہ مانون گی اے سیمبر
ہوئی جب کہ ناچار ملکہ جہان
تجھے مان سے بھی بڑھ کے جانونگی مین
زیادہ کہون تجھ سے مین اور کیا
خوشامد سے ملکہ نے جب یہ کہا
کہا خیر ملکہ جو تو چاہے کر
میرا پاس رکھنا یہ کہنا ضرور
یہی تجھسے کہتی ہون مین بار بار
چنبیلی نے خانم کو راضی کیا
کہا اوس سے ملکہ نے سب ماجرا
بہت طرح سمجھا کے خانم گئی
مصاحب یہی تینون ملکہ کی تھین
گئی ایک اونمین سے مرزا کے پاس
اور ملکہ بھی پھر جلد حمام کر

میری پہلے بس کھینچی جاوے گی کھال
مین کہتی ہون اپنی جوانی نہ کھو
تیری دشمن جان ہے ملکہ نگار
برائی تیری مان سے کہتی ہے وہ
کہین سن نہ لے وہ بیان کی خبر
میرا سر تو بیشک کٹا دے گی وہ
ضرر اسکے رہنے مین ہے سر بسر
زیادہ کلام اب تو مجھ سے نہ کر
تو رو رو کے لینے لگی ہچکیان
سدا تیرا احسان مانونگی مین
میری اور تیرے درمیان ہے خدا
تو خانم ہوئی نرم دل مین ذرا
بہن تیری سن لے نہ یان کی خبر
ذرا اوس سے تو رہیو بس دور دور
بہن سے تو رہیو بہت ہوشیار
تو ملکہ نے اوسکو بہت کچھ دیا
مین اسطرح رکھون گی اوسکو چھپا
رسیلی چھبیلی چنبیلی رہی
کمر چست خدمت مین باندھے رہین
کہ دل اوسکا ہو وے نہ جسمین اداس
جواہر مین ہو غرق بس سر بسر

گئی ماں کی خدمت میں ملکہ جہاں　　رہا مرزا شہ خانہ میں بس وہاں
ہنسی اور خوشی سے رہی وہ وہاں　　وہیں پر کیا کھانا بھی نوشجان
بہن سے بہت پیار کی باتیں کیں　　ولے وہ رہی اوس سے چیں بر جبیں
ہوئی شام تو آئی ملکہ جہان　　جہاں پر تھا خلوت کا اوسکے مکان
اودھر جا چنبیلی نے اوس گل کے پاس　　کہ پہنایا شاہانہ اوسکو لباس
جواہر پہنایا اوسے بے بہا　　کیا ہر طرح سے بہیں آراستہ
کٹا دن ہوئی رات آرام کی　　ہوئی گرم صحبت دل آرام کی
اشارہ سے ملکہ کے مرزا کو جا　　چنبیلی وہاں پر لے آئی بلا
وہ آیا تھا اس شوکت و شان سے　　مشابہ تھا بالکل سلیمان سے
گیا بیٹھ پہلو میں بس آن کے　　وہ معشوق اپنا اوسے جان کے
وہ اسطرح بیٹھے تھے دونوں وہاں　　یہی دل کو میرے ہوا بس گمان
دے تشبیہ کیا نکتہ چیں کوئی واہ　　فلک سے اوتر آئے وہ مہر و ماہ
وہ کرتے تھے وہاں عیش و عشرت بہم　　تھا زنہار اونکو نہیں رنج و غم

اضطراب والدین مرزا علی

پلا مجھکو ساقی دوبارہ شراب　　لکھوں اوسکے ماں باپ کا اضطراب
قلق دل پہ تھا اونکے حد سے سوا　　فلک اونپے برہم جو تھا ہو گیا
عجب ماجرا ہے یہ اولاد کا　　کہ جسپر ہو گذرا وہی جانتا
جدا جانور کا جو بچہ کرو　　تو پھر دیکھو کیا غیر حال اونکا ہو
جواں جب ہوئی کچھ نہیں جانتے　　کہاں باپ و ماں کو ہیں پہچانتے

تو انسان کو کیونکر نہووے خیال
نہ آیا جو وہ رات تک دلربا
پسر کے تصور مین رو زار زار
نہین آیا اب تک کہان وہ رہا
یہ سنتے ہی برہم ہوا مصطفےٰ
مین کیا حال بیٹے کا تیرے کہون
نہین خرچ کا اوسکے ہے کچھ شمار
جو پاتا ہے کوٹھی سے لاتا ہے وہ
جو مین نیک راہ اوسکو کہتا ہون چل
تیرے ڈر سے کچھ اوسکو کہتا نہین
تو یہ جانتی ہے وہ کوٹھی گیا
جو ہے مال و دولت وہ سب کھوئیگا
کسیکی نہ بد ایسی اولاد ہو
نکلجائے وہ یہانسے بہتر ہے یہ
یہ سنتے ہی شوہر سے ہو کر خفا
یہ دولت تو کچھ بھی نہ آوے گی کام
ضعیفی مین تم کو خدا نے دیا
تم اسکو بھی ہو دیکھ سکتے نہین
تمھین اپنی دولت کا ہوگا خیال
موئے پر تو آخر ہے مالک وہی
کیا اوسنے شوہر سے جو یہ بیان

چھٹے جسکا فرزند صاحب جمال
تو مان کا عجب حال غم سے ہوا
وہ شوہر سے کہتی تھی یہ بار بار
بلاشک ہے تمنے اوسے کچھ کہا
تو کرتی ہے کیون میرے دلکو خفا
ہے لازم یہ مجھکو کہ چپ ہو رہون
بہت تنگ آیا ہے تجھو بلدار
اور بیہودہ پن سے اوڑاتا ہے وہ
تو لیتا ہے وہ مجھسے آنکھین بدل
میرے پاس ہرگز وہ رہتا نہین
نہ جانے کہان جاتا ہے بیحیا
میرے بعد مرنے کے وہ روئیگا
جو ڈالے بزرگونکا نام اپنے کھو
بہت تیرا فرزند ابتر ہے یہ
بہت اوسنے رو رو کے اوس سے کہا
رہیگا تمھارا فقط اوس سے نام
فقط سات لڑکون مین ہے یہ جیا
بھلا روز لڑکے ہین ہوتے کہین
پیارا ہے مجھے دل سے ہے اپنا لال
وہ جو جا ہے لے بعد جا ہے ابھی
رہا رات بھر فکر مین نیم جان

نہ آیا جو دو روز وہ دل فروز — ہوا غم سے سینہ مین دونونکے سوز
اوسے یاد آیا جو وہ مہ جبین — تو رو رو کے تر اونکی کی آستین
لگا کہنے بیٹا غضب کیا کیا — یہ کس وقت کا مجھ سے بدلا لیا
بغیر از کہے تجھکو جانا نہ تھا — بڑھاپے مین یہ غم دکھانا نہ تھا
اگر تجھکو جانا کہین تھا ضرور — کہا کیون نہین مجھسے اے بے شعور
جو درکار ہو تجھکو وہ آ کے لے — ضعیفی مین رنج والم تو نہ دے
یہ سب مال و دولت ترا ہے تمام — ہمین ہے فقط خشک روٹی سی کام
ہمین خشک روٹی فقط دیجیو — یہ سب جتنی دولت ہے تو لیجیو
کسی سے اگر ہے کہین دل پھنسا — بلادون ابھی تجھکو مجھسے بتا
میرے پاس دولت جو ہے بیشمار — تجھے خرچ کرنیکا ہے اختیار
توجسطرح چاہے اوسے صرف کر — اور زنہار مسرا نہین بات ڈر
یہ سب مال و دولت ہے تیرے آگے ہو — تو پوشیدہ آنکھو سے میری نہو
جو اسطرح رو رو کے کہنے لگے — تو سنکر سبھی اشک بہنے لگے
تو پاس اوسکے بیٹھے تھے اوسدم رفیق — لگے اوسکو سمجھانے وہ سب شفیق
کہ صاحب تمہارا کدھر ہے خیال — ہمین کسواسطے آپ کرتے ملال
ہے ایسا وہ نادان بچہ نہین — کہ جو راہ مین بھول جائے کہین
وہ ناچ اور تماشہ مین ہوگا کہین — اسی وجہ سے اب تک آیا نہین
ذرا ہوش مین آؤ بیخود نہو — تلاش اوسکے یارونکے گھر تو کرو
امین چند ہے جوہری اوسکا یار — بہت دل سے وہ کرتا ہے اوسکو پیار
میرے ساتھ گھر اوسکے چلیے حضور — ملیگا پتہ اوسکا اوس سے ضرور
کہے کے بموجب وہ خستہ جگر — امین چند کے وہ گیا آپ گھر

ایمن چند نے دیکھا کہ آیا میان / ہین کسواسطے آج آئے یہان

قدمبوس ہوکر بٹھایا اونھین / کلام اپنا شیرین سنایا اونھین

زہے میری قسمت جو آئے ہین آپ / میرے گھر مین تشریف لائے ہین آپ

کہان میرا بھائی ہے مرزا علی / بہت دل کو بے اوسکے ہے بیکلی

یہ سنتے ہی اوس سے وہ رونے لگا / اور فرقت مین جان اپنی کھونے لگا

کہون بیٹا تجھ سے مین کیا ماجرا / ہے پرسون سے غائب وہ بھائی تیرا

بہت اوسکی ہے جستجو مین نے کی / کسی نے خبر آکے مجھکو نہ دی

مین یہ جانتا تھا وہ ہوگا یہان / تو خود پوچھتا ہے کرون کیا بیان

ایمن چند تم اوسکے بس یار ہو / تلاش اپنے بھائی کی جلدی کرو

تیری مان کا فرقت مین ابتر ہے حال / کہ بچنا بہت اوسکا اب ہے محال

کوئی ایسی تدبیر تو کیجیے / ملے آکے مرزا تو وہ اب جیے

ایمن چند کو دل سے بھی اسکی چاہ / یہ سنتے ہی نکلی کلیجہ سے آہ

وہ اشک اپنی آنکھو مین بھر کر شتاب / لگا پڑھنے گویا تھا غم کی کتاب

بتاؤن مین تمکو کہان وہ گیا / دیا داغ دل پر میرے یہ نیا

میری عقل یان کام کرتی نہین / طبیعت سے اسکا پہ بھرتی نہین

گیا کس لیے وہ محبت کو توڑ / تڑپتا مجھے نیم بسمل سا چھوڑ

کوئی شے وہ مجھسے چھپاتا نہ تھا / کہین بے کہے مجھسے جاتا نہ تھا

خدا جانے اسمین ہے کیا ماجرا / جو یہ راز اوس نے ہے رکھا چھپا

مگر پرسون آیا تھا وہ میرے پاس / بہت فکر سے تھا دل اوسکا اداس

بہت مین نے پوچھا وہ بولا نہین / خموشی سوا لب کو کھولا نہین

وہ زانو پہ سر رکھکے بس جھک گیا / یہ کہتے کہتے وہ [illegible] رک گیا

نہ معلوم اسمین تھا اسرار کیا
مین کیا جانتا تھا کہ وہ جائیگا
نہین روک رکھتا مین واقف تھا
جو وہ مجھسے کہتا بجا لاتا مین
نہ آگاہ تھا اس سے مجبور ہون
تلاش ہر جگہ اوسکو کرتا ہون مین
امین چند نے نوکرون کو بلا
کہ جتنی طوایف ہین اور کسبیان
پتہ اوسکا تم جس جگہ پائیو
تمھاری زبانی یہ سنکر خبر
سیرا جو کہ مجھسے ملانے گا یار
جواہر بھی دونگا اوسے بے بہا
کہا پھر امین چند نے مہربان
قدم رنجہ کر آپ وہان بھی چلین
گئے دونون وہ میر خان کے جو گھر
یہ سنتے ہی دروازہ پر آن کے
میان مصطفے کی یہ تعظیم کی
اوب سے گیا بیٹھ وہ روبرو
یہ فرمائین صاحب کدھر آئے ہین
وہاین پر طلب کیون نہ مجھکو کیا
امین چند نے کیفیت سب کہی

کل آنے کا وعدہ جو وہ کر گیا
میری جان پر آفت اک لائیگا
کبھی ہونے دیتا نہ اوسکو جدا
جسے چاہتا بس بلا لاتا مین
کہین جانے دیتا نہین کیا کہون
اور پتھر کو سینہ پہ دھرتا ہون مین
بتاکید ہر ایک سے یہ کہا
تم ہر ایک کا جاکے دیکھو مکان
اوسے دیکھ فوراً یہان لائیو
مین فوراً اوسے لاؤنگا اپنے گھر
لے انعام دینار وہ دس ہزار
وہ پاکر خوشی ہو گا حد سے سوا
ہے اک یار اور اپنا شہ میر خان
کہ شاید وہین ہو ذرا دیکھ لین
ہوئی اونکے آنے کی اوسکو خبر
تواضع کی مخدوم اونھین جانکے
جگہ بیٹھنے کو بھی مسند پہ دی
خوشامد سے کرنے لگا گفتگو
میرے گھر پر تشریف کیون لائے ہین
امین چند آیا کو کیون دکھ دیا
کہ پرسون سے غائب ہے مرزا علی

خدا جانے وہ کسطرف ہے گیا ‏ بہت ڈھونڈھا اوسکو نپایا پتا

یہ سنتے ہی اوسنے بھی اک آہ کی ‏ جگہ اپنے سینہ مین بس غم کو دی

ولیکن سپاہی تھا وہ عقل ور ‏ یہ بولا کہ صاحب ہی گیا اس مین ڈر

بہت عادتین اوسمین ہینگی خراب ‏ کہین پیتا ہوگا وہ بیٹھا شراب

کہون کیا نشہ مین وہ بیہوش ہو ‏ کسی کی بغل مین رہا ہوگا سو

کرین کچھ نہ اندیشہ ہرگز جناب ‏ مین کرتا ہون تدبیر اسکی شتاب

پیادے جو وہان بندوبستی کے تھے ‏ اور ہرکارے جو کوٹ گشتی کے تھے

طلب سامنے سب کو فوراً کیا ‏ یہی حکم ہر اک کو اوسنے دیا

نہایت میرے دل کو ہے بیکلی ‏ کہ غائب ہے دو دنسے مرزا علی

تلاشش اوسکی ہر جا پہ تم لوگ کر ‏ مجھے آکے فوراً سنا دو خبر

جو مجھسے ملا دیگا بس میرا یار ‏ کرونگا مین فوراً اوسے صوبہ دار

یہ حکم اپنے افسر کا سنکر جوان ‏ لگے ڈھونڈھنے اوسکو گھر گھر وہان

کہا پھر امین چند نے لو خبر ‏ کہ شاید گیا ہو وہ میکو کے گھر

ہمارا لڑکپن کا وہ یار ہے ‏ ہمیشہ جدائی کا غمخوار ہے

یہان سے مکان اوسکا گرچہ ہے دور ‏ ولیکن وہان آپ چلیے ضرور

گئے جب کہ تینون وہ میکو کے گانون ‏ وہ سنتے ہی آیا چلا ننگے پانون

اونکھین ابھی کھلی تھی پہ اوسنے بڑھا ‏ دہاتی زبان مین یہ کہنے لگا

تبا ڈگوستیان کہان ائے ہو ‏ چرن موری بکھری مین کیون لائے ہو

امین چند نے جب کہا اوس سے حال ‏ تو میکو کو سنکر ہوا غم کمال

وہ سنتے ہی کرنے لگا ہائے ہائے ‏ کہان کو گوا ہے ارے مور بھائے

پہرون مونہ سے اوتن جبھی تھی جو بھنبٹ ‏ مین جادت تھا چرنل گنجوا کے پینٹ

اور موڈے پہ موری جو گٹھری رہی
تو ہٹھیا مین ہم تن بکھی بہت کہی

کہا موںہہ سے ای ہون گوہانی تو ہار
پھرسے بھور بتاؤ کہان موریار

ہبستر یا کو ڈاوہکالے جیسے ودر
توسمری کا مین موڑ کیٹھون جدور

مین ساہنجی کہت ہون ست کر توہار
ہون ایسا اناڑی مین مور کہہ گنوار

جہان تہون بتاؤ تہان جاؤ نہین
اور کنیان مین اوسکا چڑھالاؤ نہین

ارے مور بھیا کہان تو گوا
سمندر مین ڈھونڈھون کہ مین نردوا

اکاسون مین ڈھونڈھون کہ ڈھونڈن پتال
کرون کھوج سبھی جو پاؤن حوال

اور جنگل پہاڑون مین ڈھونڈھو نہین جاکے
این ڈھونڈ لیہون مین تو رہی بلاے

یہ کہہ اوسنے بہیان کھائی پچھاڑ
کہ جیسے ببیریا مین گرجاے تاڑ

ایمن چند نے بس دلاسا دیا
زمین سے اوٹھا گود مین لے لیا

کہا اسقدر غم نہ بھائی کرو
کرین جستجو اوسکی تم بھی چلو

خدا کے کرم سے سلامت ہی وہ
کہ اوتا کی آنکھون کی نعمت ہے وہ

اوسے تھا بہت دیدبازی سی شوق
حسینون کی صحبت سی تھا اوسکو ذوق

کہین عشق کے جال مین پھنس گیا
دل اوسکا کسی زلف مین کس گیا

دل اپنا بھی گرچہ یہان قید ہے
مثل ہے کہ جیتون کی امید ہے

کیا مشورہ سب نے یہ سوچ کر
ہر ایک ملک مین اسکی بھیجو خبر

بہت شہرون مین اوسکی تھین کوٹھیان
سبھون کو لکھی اوسنے یہ چٹھیان

وہان مہتمم کار جو شخص تھے
اونھون کو یہی اوسنے مضمون لکھی

اگر میرا فرزند جائے وہان
خبر تار برقی پہ بھیجو یہان

جگہ میرے تم سب اوسے جانیو
جو دے حکم تمکو وہی مانیو

جو کچھ مانگے تم سے اوسے دیجیو
نہ انکار زنہار تم کیجیو

بہت کیا لکھون تم ہو سب ذیشعور ۔۔۔ سمجھنا اوسے اپنی پتلی کا نور
وہ آزردہ ہووے گا جس سے ذرا ۔۔۔ نہ بخشونگا اوسکی مین ہرگز خطا
مین فوراً خبر پاکے وہان جاؤنگا ۔۔۔ اوسے ساتھہ بس جاکے لے آؤنگا
وہ سب بند و بست ایسے کرتا رہا ۔۔۔ بھروسے توکل پہ دھرتا رہا

داستان ملکہ جہان و مرزا اعلی

پلا ساقیا مے کی مجھکو قلم ۔۔۔ کرون حال بلکیہ کا پھر مین رقم
اودھر غم مین تھے دونون خستہ جگر ۔۔۔ اودھر عیش مین تھے وہ شمس و قمر
تھی مرزا کو دنیا نہ دین کی خبر ۔۔۔ نشہ مین تھا ملکہ کے آٹھون پہر
وہ رہتا تھا جا دن کو بتخانہ مین ۔۔۔ برہمن رہے جیسے بتخانہ مین
صبح کو نہا کر کے وہ رشک حور ۔۔۔ کہ جاتی تھی خدمت مین مانکی ضرور
وہان پاس رہ کر کے دن بھر وہان ۔۔۔ چلی آتی تھی گھر مین ملکہ جہان
بسر عیش و عشرت مین ہوتی تھی شب ۔۔۔ بیان کیا دوبارہ کرون اوسکو اب
گئے دو مہینے گذر اس مین جب ۔۔۔ گھرا ابر برسات آئی عجب
اور پی پی پپیہے لگے بولنے ۔۔۔ لگے مور بھی اپنا منھہ کھولنے
فلک پر جو دامن دکنے لگی ۔۔۔ اندھیرے مین بجلی چمکنے لگی
برستا تھا مینھہ ابر جو چھا گیا ۔۔۔ دکھائی نہ دیتا تھا گل ہاتھہ کا
عجب وقت تھا اور عجب تھی بہار ۔۔۔ کہ اتنے مین آپہونچی ملکہ نگار
لگی کہنے ملکہ جہان سے چلو ۔۔۔ ذرا آج سیر گلستان کرو
گئے دلکشا مین ہین سلطان آج ۔۔۔ وہان ناچ و گانے کا سب ہے سماج
گلستان سے فرمان شہ نے دیا ۔۔۔ طلب ہمکو تمکو ہے وہان پر کیا

بدل پیرہن جلد تم ہو سوار | کہ دیکھین گے گلشن کی چل کے بہار
کیا پہلے انکار جانے کو وہان | پھر آخر کو سمجھی یہ ملکہ جہان
نہو یہ کہین دل مین اپنے خفا | نہایت مزاج اسکا ہے پر جفا
زیادہ نہ انکار وہ کر سکی | تھی مرزا کی ملکہ کو بس لو لگی
گئی ہو کے ناچار گلشن مین ساتھ | بہن کا لیے ہاتھ مین اپنے ہاتھ
کیا مجرا دونون نے مان باپ کو | جھکایا بہت سرو قد آپ کو
محبت سے سلطان نے بٹھلا لیا | ادب سے کہین بیٹھ پہلو مین جا
وہ دونون تھین بس حسن مین بے نظیر | تھی اک ماہوش ایک بدر منیر
کہا دیکھ سلطان نے شکر ہے | یہی رہتی بیگم مجھے فکر ہے
کرون شادی دونون کی مین دھوم سے | کہ اک شاہ ایران و اک روم سے
ہین دونون یہ لایق میرے بادشاہ | کہ ہین خاندانی یہ گیتی پناہ
اگر تیری مرضی ہو تو مین لکھون | کہ پیغام شادی کا دونون کو دون
لگی کہنے بیگم کہ راضی ہون مین | و لے ایکبار انسے حضرت کہین
لکھے کے بموجب ہے کہنا ضرور | ذرا انکی بھی مرضی لیجیے حضور
کہا بادشہ نے کہ ملکہ نگار | بتاؤ تو بی بی ہمین ایک بار
تمھاری کرین شادی ہم شان سے | خوشی ہو تو سلطان ایران سے
یہ سنتے ہی اوس نے دیا مسکرا | لیا شرم سے منہ کو اپنے چھپا
اجازت دی یون اوسنے سلطان کو | کہ جیسا ہے لازم مسلمان کو
کہا بادشہ نے کہ ملکہ جہان | ہے اسوقت دل تیرا ابتلا کہان
شہنشاہ ہے آج سلطان روم | حکومت کی ہے اوسکی ملکون مین دھوم
اگر مرضی ہو وے تو پیغام دون | تیری شادی اوس بادشہ سے کرون

یہ سنتے ہی لی اوسنے تیوری چڑہا — نہ کچھ منہہ سے غصہ مین اوسنے کہا
کیا اسطرح اوس نے انکار جب — تو سلطان ہوے اپنے دل مین غضب
فہیمن جو حاضر تھی وہان اوسگھڑی — ہوئی باندھکر ہاتھ ادب سے کھڑی
خداوند ملکہ کو ہے یہ ملال — کہ وہ بادشہ ہے بہت پیر سال
قبول اسکے دل کو ہے ہرگز نہین — اسی سے ہوئی سن کے چین بر جبین
شہنشاہ کوئی جو ہو نوجوان — اوسے دیجیے میری ملکہ جہان
سوا اسکے ہو جو پسند حضور — قبول اوسکو ملکہ کرینگی ضرور
فہیمن نے سمجھایا سلطان کو — اجل سے لیا بس بچا جان کو
گئے بادشہ اوٹھ کے آرام کو — لیے اپنے ہمراہ گلفام کو
اکیلی رہین دونون بہنین وہان — کہ ملکہ نگار اور ملکہ جہان
ہوئی جب کہ موقوف سب گفتگو — لگا ہونے ناچ اونکے بس روبرو
تھی مہتاب جان اک طوائف وہان — کرون کیا نزاکت کا اوسکے بیان
تھی برداشت بوسہ کی اوسکو کہان — گران لال لب پر تھا بس رنگ پان
نہایت تھی وہ خوش گلو دلپذیر — تھی چہرہ اور مہرہ کی بھی بے نظیر
بہت ناچ و گانا تھا اوسکا درست — وہ فن مین تھی بس اپنے چالاک و چست
کہ جو چاہیے کسبیون کو ہنر — بھرے ذات مین اوسکے تھے سربسر
لگاوٹ بناوٹ رکھائی بھی تھی — کسی سے کہین آشنائی بھی تھی
کسی سے کہا یہ تو کل آئیو — کسی سے کہا منہہ نہ دکھلائیو
کسی سے کہا تجھ پہ مرتی ہون مین — کسی سے کہا پیار کرتی ہون مین
کسی سے کہا مین چلون تیرے ساتھ — کسی سے کہا میرا چھونا نہ ہاتھ
کسی سے کہا جان دیتی ہون مین — کسی سے کہا کچھ نہ لیتی ہون مین

کسی سے لیا اور کسیکو دیا
کسی کا یون ہی کام مفت ہی کیا

کسی سے لگاوٹ تھی جھوٹی کری
شرارت تھی نس نس مین اُسکے بھری

غرض اپنے فن مین وہ ہوشیار تھی
ہر اک کام کرنے کو طیار تھی

وہ کافر نے ہاتھون مین لیکر ستار
سُدھارے جو تار ہاتھ سے ایکبار

جھنجھوٹی کی گت وہ بجانے لگی
اور شوری کے ٹپے کو گانے لگی

دیا سر کو پنچم مین جو اُسنے اینچ
ہر اک تان مین جان لیتی تھی کھینچ

وہ سورٹھ مین گاتی تھی ایسی غزل
تھی وہ چندر بھاگا سے بھی بے بدل

جو تھا دیس مین اُسنے گایا خیال
ہوا حسن کے غیر ہیرا بائی کا حال

اُٹھایا جو دھرپت الاپا بہاگ
گئی بندی حسن پورے تھانہ کو بھاگ

گئی سُنکے ٹھمری رحیمن جو بھاگ
ہنر سیکھنے بابو سے وہ پراگ

بہت اپنے گانے سے جو خوش کیا
تو شہزادی نے اُسکو خلعت دیا

جو مرزا کی دلپر تھی ملکہ کے چوٹ
بہن سے بہت اپنے رکھتی تھی اوٹ

چھپاتی تھی وہ عشق کو اس طرح
چھپائے کوئی مشک جس طرح

کبھی تو نہ سمجھا تھا اُسنے یہ رنگ
وہ کیا جانتی تھی چھپانے کے ڈھنگ

خیال آیا مرزا جس دم اُسے
تو ملکہ جہان بولی شتاب سے

کوئی بارہ ماسہ تو اسوقت گا
جو ہو دردآمیز مجکو سُنا

نئی طرز ہون اور نیا ڈھنگ ہو
جو سنتے ہی سب دل کا دے رنج کھو

ہر اک مصرعہ کا وزن ہووے درست
فصاحت بلاغت ہو مضمون چست

وہ کر پہلے ملکہ جہان کو سلام
وہ گانے لگی عدل کا یہ کلام

بارہ ماسہ مؤلف

دوہرا

پہلا ماہ اساڑھ کا عدل پیا کو لاؤ — جس بدہ ساجن آئین گھر وہی جتن بتلاؤ
اساڑہ آیا ہی سکھی پیتم میرے گھر مین نہین — جہون اور جہالے بادر الہمین سجن جاکر کہین
سب کے پیا پردیس سے آگئے اکیلی ہون مین — برسات یہ کیونکر کٹی بر ساتھ میری ہی نہین
بیلہ چنبیلی موگرا جوہی ہار لہرین لے رہی — بن کنتھ باغ حسن مین میری کلی کمہلا گئی
داد ور مچاتے شور بولے مور کوئل کوکتی — جہینگر رہی جہنکار مین ناچار ان بن سوکھتی
کیسا پپیہہ پیو پیو رٹ لگے کرے ہی یاد ری — کہے عدل تو پھر انہین ہوگا تیرا دل شاد ری

دوہرہ

بولی نار اساڑہ سے اے کنونتی ماس — چھوڑا کیلے تم چلے توڑ ہماری آس

جواب

بولا اساڑہ سن اے سکھی میری کچھ لاگ ری — تھا کرم مین تیرے لکھا تو دیکھ اپنا بھاگ ری
جو بھاگونتی ہین سدا انگکے پیا ہین دیس ماہین — نربھاگتی تو ہوگئی تیرے پیا پردیس مین
گوئی کرے سنگار ساجن سنگ کولی سو دلی — کمبختی تو ہے سکھی رہتی ہی دکھ مین روتی
برسات کی سب جانور بولین خوشی سو راتدن — تیرے کرم پھوٹے سکھی بیٹھی جیئے ماس گن
اساڑہ نے چلتے کہا کامن سبہی تجھے منظور ہو — جو عدل کی خدمت کرے دکھ درد تیرا دور ہو

دوہرہ

ساون آیا اے سکھی برسن لاگے مینھ — برہ آگ کیونکر بجھے جلی جات سب دیہہ

فراق

اساڑھ بیتا ہی سکھی ساون غضب دکھلائیگا — جو ابکی اس برسات مین سلجن نہین گھر آئیگا
اور سکھیان جھولتین رنگ لال چونرا اوڑھکے — مین دیکھ کر مرتی انہین بیٹھی ہون تجکو دل لیئے

اہری نند ہر اک سکھی جو ناگ پوجن کو گئی
بن بیر تیری مین تڑپتی آج گھر بیٹھی رہی
چمکے گھٹا مین بیطرح بجلی سکھی مرا جی گھٹے
اُس پیو بن مجھے رین ساری سیج پر روتے کٹے
کر یاد رب کی کامنی وہ ہی تجھے دکھلائیگا
کہو عدل برہن کیون تڑپتی پی شتابی آئیگا

دوہرہ

ساون بیتا اہو سکھی پی پردیس مین چھائے
ایسا جتن بتا مجھے جو گھر مین ساجن آئے

جواب

ساون سہاون آئے لا بھاگ تیرا کورہے
مین کیا کہون سندر تجھے نہین پی ترا کچھ دور ہے
کر کر سنگار ہر اک سکھی گھر سے باہر نکل چلی
جھولین سنڈولے نیچ کا تو دیکھکر اُن کو جلی
کوئی سنوارے مانگ کوئی بندیا دے رہی
تیرے کرم کی کھوٹ ہے تو دکھ کو اپنے سہ رہی
نند بھاوج باغمین پوجن چلین سب ناگ کو
جل گئی تو دل مین بھڑکا یا برہ کی آگ کو
ساون چلا کامن بجے گھر سو کیکے سب باتین بھلی
جو عدل چاہیگا ترے مٹ جائیگی سب بیکلی

دوہرہ

بھادون کی اندھیاریان مجھ سہی سنجائین
اُس پیارے پی بنا ناگن ہو لہرائین

جواب

ساون بھی جیون تیون کٹکیا بھادُون اندھیری رہنا ہے
جیرا اُڑ رہی پیر اُٹھے تڑپتی نہین مجھے چین ہے
جو مین اکیلی سیج پر سوؤن تو ناگن سے لگے
چمکے ہے بجلی جس گھڑی برہا مرا دونا جگے
اہو ری سکھی کیسی کرون کچھ بات بن آتی نہین
اُڑ کے جاتی پاس ساجن کے جو پر پاتی کہین

اس پیاری پیو کو مین ساتھ اپنے لاؤتی — پھر دیکھتی اُس سوت کو کسطرح سی بلماؤتی
بھادون کی اندھیاریان تن پر لگے ہین بان اب — اے عدل یہ بتلا مجھے کیونکر بچے گی جان اب

دوہرہ

بھادون رخصت ہو چلی برہ آگ دے جار — آہ جلی برسات مین پی پی کرت پکار

جواب

بھادون کہے سن کامنی سمجھی نہین مری بات کو — مین نہین سیاتھی کرم کا رو دکھیون دن رات کو
جو عشق ہے تجکو سجن کا یاد رب کی کر بھلی — کیون سیج پر جلا رہی ہے آگ برہ مین جلی
اپنے دھرم کو سادھ کر جوبن کی رکھوالی کرو — اب صبر سے دل کو بھرو اور غم سے دل خالی کرو
پیتیم ترا لیجائیگا مت دوش دے ہمکو بھلا — تو جل نہ اپنے بھاگ کو کیون کرتی ہے میرا گلا
بھادون نے چلتے یہ کہا تیرا پی ملے گا کامنی — جو عدل کی لیگی مدد اسمین ہے میری شادمنی

دوہرہ

برکھا ساری کٹ گئی لگا مہینا کنوار — دیکھین ابکی ماس مین کیا گت ہوت ہمار

جواب

کنوار مین اب صبر سے بیٹھے رہا جاتا نہین — مین اکیلی ہون تڑپتی چھائی پی جا کر کہین
بھوکا پپیہا سوانت کا وہ بھی اگھایا کنوار مین — مین پیاسی پیو بن تڑپا کرے ہی اقرار مین
سیپ نے موتی لیے اور بانس کیلے بھر گئے — وہ پی ہماری گیا گئے پاپن کو دکھیا کر گئے
بیٹھے یہ چارون ماس غم مین اب تو بس مین کھادنگی — برسات مین تڑپا کرے سردی کا دکھ نہین پاؤنگی

برسات بیتی اے سکھی برساتھ سیر پہ نہین | برساتھ بن کیونکر جیون اے عدل کھلا دکھیں

دوہرہ

کنوار اکیلی مین رہی تم بھی چلے بدیس | نٹھر پیارے پیو سے کہیو مور سندیس

جواب

کنوار بولا آپ سو تو ہے بڑی نادان ری
میری نہین تقصیر سندر سادھ تو اپنا دھرم
میری مہینو مین ترا سونگی پوچھ ہے آس ری
سوانت کی پانی پپے چہاتی پپیہے کی بھری
کر کے دسہرہ کنوار نے ہی کو پنچ کاڈنکا دیا

موسم گیا برسات کا کس پر کری ہی مان ری
بدھنا نہیں ہون اے سکھی جو پھیر کر لکھون کرم
تو ہی بڑی کمبخت ری جو کاٹی چارون ماس ری
سیپی نے بھی منہ بند کر موتی کی ہی آسا دھری
کہے عدل گوری صبر کر تیرا الا دونگا پیا

دوہرہ

کاتک ماس سہاونا گھر گھر مچے تیوہار | سجن بدیسی ہو گئے ہمرے بند کوار

فراق

برسات بیتی اے سکھی تیوہار کاتک ماس ہی
سب سکھی پوجین دیوالی گھر کرین پکوان ہی
سب جگ مین ہو رہی روشنی مین نا دیا پایا نہیں
ٹری نند اس دوج کو کاٹیکا لگا سکی کیسے
کہو کہان پیتم مرا مین جاؤن جوگن بھیس مین

مین کیا کرون کچھ بس نہین دن رات پی کی آس ہے
مین اکیلی کیا کرون ہی بس مجھے ازبان ہی
جو کچھ دیا ہوتا سکھی تو آج پی آتا کہین
ایسا ہی مور کھ بیر تیرا سدہ نہین گھر کی جیسے
اے عدل تو بتلا مجھے وہ چھپا ہی کس دیس مین

دوہرہ

کاتک رخصت ہو چلے برہن سو مکھ موڑ　　پی کو ڈھونڈھن جاؤنگی مین گھر اپنا چھوڑ

جواب

بولا کاتک ماس مین سب سے بڑا سردار ہون　　کچھ دکھ نہین دیتا کسیکو بھاگ سونا چار ہون
سکھیان سب اکبارگی ملکر کرین اشنان ہین　　گنگی کو جلاتی ہین دیا گنگا پہ دیتی دان ہین
تیوہار کرواچوتھ کا گھر گھر مناوین سب سکھی　　کیون روتی ہے تو کامنی تیرے کرم مین یہ لکھی
سب اشٹمی کو بھیت مین لکھنی لکھی ہین ناریان　　پوری کرین پکوان اور پوجا کی ہین تیاریان
تیوہار کاتک مین دیوالی کو کرین روشن دیا　　جو دہو دیا کہو عدل کتنی کر تیرا لاؤن پیا

دوہرہ

اگھن گھنا ہن کو کس پہ کرون سنگار　　پیا برو گن کر گئے تا سے دھرا اتار

فراق

اگھن مین گہنا کیا کرون پی نا مری باہین گہی　　بالی عمر مین چل دیا بالا تھا وہ نردئی
دل کیا اُسنے کرا مین عشق مین جو سن گئی　　پہونچی نہ اُس تک خبر مین ہار جوگن بن گئی
مجکو تو ہے کل اب نہین وہ اور سے سر ہو رہے　　دلمین ہے میرے دھکدھکی اور ہول دل کا زور ہے
کیا کرون بچھوا کی سیج اور گوندھون کیون جھپاکلی　　لوٹ ہمارا نینہ مچھلی سی ہے مجھکو بکلی

گردھنی سے میل اپنا اور تن دون کی تجھے
عدل جو اس ماس مین ملجائیگا پیتم مجھے

دوہرہ

اگہن پی سے جاکیے بندی کا کہہ حال — آئے بچھڑے بدیس مین طوق گلو مین ڈال

جواب

اگہن کہو سن سندری بچھن تری کھوٹے بڑے
جابی نہ اپنے یار ملک مین کیون بھری ہے باوری
جوبن دکھا کے چھل لیا میرے نہین اب کام کی
کھیلی نہ سنبلے تو ذرا بیٹھی نہ کی دو بات رہی
اگہن کہو ترکیب مین تجھکو بتاؤن نازنین

توہی ابھاگن جنم کی بیشرم کیون ہمسو لڑے
توست لرا اپنے پیا سے مت کرہا پھر تا وری
تجھکو ہی میل اس سے تو کر سمرن اُسکیے نام کی
جل دور ہو پاپنے کامنی مین جانون تیری کھارہی
جو عدل کی خاطر کرو ہم میل کر دین کامنین

دوہرہ

مال وہی گوپی گئے رہے چندیلی چھاے — رووئی سے جاڑا نا گیا دوئی ہو ہو تو جاے

فراق

پوس مین بن چاند تارے دیکھ منہ دھوتی نہین
ہو گیا ترچھا نہ آیا ہاتھ ہل ہل رہ گئی
غم رکھ محبت اوری نہین لگ بدن پر کھاونگی
نین سکھ پا دینگے میرے جب پیا گھر آئینگے

جو رہی بن ہا ہون فرو سہجنی رات بھر سوتی نہین
تن زیب بھی کھن ہے نہین میری جوانی مٹ گئی
جو اتر ڈپوس کے سکھی نہ تجھکو یاد ان کی
ہنسکے میٹھے بول سے باتین مجھے سمجھائینگے

بے دردی پیتم نے کر دی عدل مین کیسی کرون
اس غم مین سمٹی بیٹھی ہون کس طور سے دیہہ دھرو

دوہرہ

دریائی اس پوس سے کرون جوگن بھیس ۔۔ رادھانگری چھوڑ کے نکل چلون پردیس

جواب

پوس نے ہنسکر کہا نینون مین بہیر ہو دم نہین ۔۔ سینون سی سندر کیا بتاتی کیا پیا کا غم نہین
پیتم ترا پردیس مین چھپنے سے غضب کے دیکھیا ۔۔ سردی مین ہمسے کیا ڈر ہو تو ہو رجالی بچھیا
جو خار ہوا تجکو بڑا میری نہین تقصیر ہے ۔۔ سورتی نہ لی پیتم نے تیری وہ بڑا بی پیر ہے
غم کھا کی کاٹو عشق مین جہڑی ہو کامن جیو سے ۔۔ خاصہ کرو سنگار سندر دل لگاؤ پیو سے
پھر پوس چلتے بار جو نکا کامنی کی بات سے ۔۔ جو عدل ہو تیر اصلاحی پی ملا دی گھات سے

دوہرہ

ہو اکیلی ہیو بن ہمسے رہا جاتا نہین ۔۔ جاڑا تو یہ چالیس دن اب تو سہا جاتا نہین

فراق

پوس اترا اے سکھی بھر دل سے جاڑا ماہ مین ۔۔ دھوپ کھا کر کیا کرون بیٹھی ہون غم کو چھا تھیہ ملین
دہن لگے جو پندرہ بکر بچیس آن کر جا لگا ۔۔ تھر تھری اور کپکپی سے بھر مرا بدن با جگا
اے سکھی مور کھ ہو وہ پردیس سے آتا نہین ۔۔ مجھ سے اکیلی پیو بن جاڑا سہا جاتا نہین
جاڑا بھی رو دھو گیا اب مین سکھی کیسی کرون ۔۔ پی نے مری سدھ بھی نہ لی کس طور سے دھیج دھرون

امری سکھی گھبرا نہین اپنے تو رب کا دھیان کر
کہین عدل تھوڑے ہو روز مین ساجن ملین گے آنکر

دوہرہ

ماہ بیتا اے سکھی اب تک پی نہیں آئے
ایسے نپٹ کٹھور سے کیونکر کہو بسائے

جواب

ماہ بولا نار سے ناحق کی چک چک کر رہی
اس بان کو تو چھوڑ دے ناداں اپنا کام لے
چھائے پیا پردیس میں تب بل ترا جاتا رہا
جو عشق کی تڑپی سول کا من پلٹن تن میں اُچھے
بل چھین ہو گیا ماہ کا کر کے بسنت اب گھر چلے

چلیے کا جاڑا گیا پڑا غم میں سجن کو مر رہی
جاڑا اتر گیا کر سکھے گنتی پیا کا نام لے
مت ڈھال مجھیر لاگ اپنے بھاگ کا تاتا رہا
جو سکھی ترے تیر بیٹھے دیکھ جل من میں اُٹھے
کے عدل کب جاتا رہا گوری ترا پیتم ملے

دوہرہ

پھاگن آیا ہے سکھی سب مل کھیلیں بھاگ
کا سنگ کھیلوں میں سکھی کھوٹا میرا بھاگ

فراق

ماہ بیتا ہے سکھی آ گئے مہینا پھاگ ہے
اور سکھیاں پھاگ کھیلیں قمقمے ہاتھ میں
جوبن دکھائیں کنتھ کو ہنس ہنس کے گائیں ہولیاں
آج بھی آوے پیا تو میں کروں خوشحالیاں
وہ سجن آیا نہیں یہ غم غضب دکھلائیگا

آئے نہ ساجن آج تک کھوٹا ہمارا بھاگ ہے
رنگ رنگیلی بدھ بھری اپنے پیا کے ساتھ میں
مجکو اکیلا جان کر دیتے ہیں طعنے بولیاں
جو مجھے دیتی ہیں طعنے ہیں آنکھیں وہی کالیاں
کہیں عدل پیاری رو نہیں تیرا پیارا آئیگا

دوہرہ

ہولی بیتی اری سکھی پی ابتک نہین آئے
پھاگن رخصت ہوگیو گھری ڈھول اوڑا لیے

جواب

پھاگن مچا تا پھاگ اپنے راگ مین بولا سجن
میرا مہینا مست ہی سب نار ہی اور یہ کھیلتین
گاتی ہین ہولی راگ تک سجتا کہین ہر دنگ ہے
پھاگن ہو کر رخصت خوشی سے نار کو راضی کیا

مین کیا کرون کیا ن چاؤن سنگ ڈھونڈھتی تیرا سجن
سب رنگ لے لے قمقے آپس مین ہنستی بولتین
تیرے کرم کی کھونٹ ہے جو پی نہین تیرے سنگ ہے
اب عدل ویری مت کرو پیا ریکا تم لادو پیا

دوہرہ

آیا چیت سہاونا بن بن پھولے پھول
یہ جوبن کمھلا گئے پی سیجن گئے پھول

فراق

آیا مہینا چیت کا سب پھول پھل ہر یا گئے
بیلا چنبیلی دونا مروا باغ مین تیار ہے
لاجونتی کیوڑا پھولی چمپن گل داؤدی
جوہی گیندا کیتکی اور پھولی ہے سورج مکھی
اے سکھی بھونرا تیرا بھرما کے پھر گھر آئیگا

ایک ساجن کے بنا جوبن مرے کمھلا گئے
سیوتی کو کیا کرون پی یار بن گل خار ہے
ایسے موسم مین نہ آیا پی ہے میرا گاؤدی
میری انکھین مین کنول چھایا پیا بن ہون دکھی
کہو عدل چٹکیگی کلی اور یہ غم ترا جائیگا

دوہرہ

چیت چلی جیتنا بھئی وہ ابتک نہین آئے
اری کاگا پتیان لکھون جو پی پاس لیجائے

جواب

چیت نے آکر کیا گلشن مین پھولا پھول رہی
موسم مین میرے کیون دکھی مت یاد رب کی کر اری

بلبلون نی گل پہ آکر آج کیا جھرمٹ کیا — وہ پکاری ہای گل اور تو پکارے ہے پیا
باغ مین پھولا ہزارہ چاندنی بھی کھل رہی — آنکھ نرگس کی لکھون کیا سرو سی ہو جل رہی
ہاتھ مین منہدی لگا جوڑا اپنو سوسنی — دیکھے جو سنگار تیرا وہ کہے اچھی بنی
چیت نی چپتے کہا چنتا نکر من مین سکھی — یہ بکلی کہو عدل سی جسمین نہو تو بکلی

دوہرہ

پڑے دھوپ بیساکھ کی اری سکھی کہان جاؤن — ایسا جتن بتا مجھے جو گھر ساجن پاؤن

فراق

جیت بیتا ہی سکھی بیساکہہ مین مین کیا کرون — پی بنا جی مین آتا ہی کہ بس بس کھا مرون
پی بدیسی ہو گیا اب تک سکھی آیا نہین — کیا مری تقصیر ہی جو خط بھی بھجوایا نہین
ایسا کوئی ساتھی نہین مجکو جو انتک لے چلے — جسکے باعث سی سکھی میرا پیارا پی ملے
اپنے سجن کو ای سکھی مین آپ جا کر لاؤنگی — جو نہین آئیگا اسکے سامنی مر جاؤنگی
بیساکھ بیتا ای سکھی دیکھون سجن کب آئینگے — کہین عدل تیرے واسطے ہم وہانکو جائینگے

دوہرہ

بیساکھ بولا سن سکھی مجھے دوس مت دیو — کرم لکھا سو ہوئیگا جس ابجس لے لیو

جواب

بیساکھ کہتا ہی سکھی گرمی نہ کھانا دھوپ کی — پیتم ترا آتا ہی جلدی سن دیوانی روپ کی
جو خبر پی کی نہ پائی ہے کی پوری سال سے — زہر کیون کھاتی ہی سندر بیٹھی رہ خوشحال سے

آتا ہی تیرا پیو گوری بات میری مانیو
مین نی کی تدبیر تیری پی ملانے کی سکھی
بیساکھ نے چلتے کہا اب گرم سندر تو نہو

سب درد تیرا دور ہوگا دل مین اپنے جانیو
تھوڑے ہی دن کٹ جانی دے تو پھر مین سو گی کھی
عدل سے کہو درد دل اور ہوش تو اپنے نہ کھو

دوہرہ

جیٹھ دوپہری تپے ہی تڑپے بارہ ماس
پیا بنا یہ گت ہوئی آوت جاوت سانس

فراق

آیا مہینا جیٹھ دیور جیٹھ سے نشدہ کبھی نہ لی
دھوپ کی گرمی سے کالا رنگ میرا پڑ گیا
اے سکھی اس ماس مین پیتم جو گھر نہیں آئینگے
ای فلک کر مہر مجھ پر تو مرا دل شاد ہو
کیون پڑی ہی ہو خوشی ساجن ترے گھر آئینگے

بارہ مہینے مین تڑپتے انتظاری مین رہی
برہن کو بارہ ماس کا تو شہ مین چھالا پڑ گیا
یہ کہے دیتی ہون پھر جیتا نہ مجھکو پائینگے
وہ مرا پیارا ملے جس سے یہ گھر آباد ہو
کہے عدل تج ہٹ تو لونڈ کے پیتم تجھے ملجائینگے

دوہرہ

جیٹھ بھی رخصت ہو گئے دیکے اتنی آس
آئی ہین چڑھتے لونڈ کے ساجن تیرے پاس

جواب

جیٹھ کہتا ہی کہ مین تو جیٹھ ہون تیرا بڑا
عشق کی گرمی کا کام تن پہ تیرے زور سے
برسات سردی کٹ گئی گرمی مین کیون جاتی مری

گرمی میری کوئی کیا سہے نزاکت تپتا ہون گھر
شرم سے تو بیٹھ گھر مین کیون مچاتی شور ہے
مین نے تو اب تدبیر تیرے پی ملانے کی کری

ساجن ترا آویگا جلدی مان میری بات کو
سب دکھ ترا مٹ جائیگا جب سنگ سوئی رات کو
جیٹھ نے چلتے کہا ساجن تمہارے آئینگے
ہم کہہ چلے ہین عدل سے پیتم تجھے ملجائینگے

دوہرہ

لگا مہینا لوند کا پی پیارے کے آئے
پیتم سے پیاری ملی بارہ ماسہ گاے

وصال

آیا مہینا لوند بھادون آئے پیاری کے پیا
خوش ہوگئی غم کٹ گیا دھن مال بھو کو لگو دیا
سولہ کیے سنگار پی اپنا جو پایا کامنی
سیج پر یون رنگ چمکے جیون فلک پر دامنی
پیاری نے گہنا پہنکے مہندی لگائی ہاتھ مین
کرتی ہے بس خوشحالیان اپنے پیا کے ساتھ مین
دن یہ دن ہی چین پی پیارا جو اسکے پاس ہے
بھر گیا دل کامنی کا اب جحل کی آس ہے
عدل لٹو اس غم مین میرا جسطرح ساتھی ہوا
غم ترا اس طرح کاٹے رام میری ہے دعا

دوہرہ

پورا بارہ ماسہ دوہرہ یہ جو کوئی گائیگا
اسکو بھی اے عدل اسکا سیمبر ملجائیگا

جواب

لوند نے بھادون کے آتے کامنی سے کہدیا
غم کو پیاری دور کر تیرا لے آیا ہون پیا
دیکھ اپنے پیو کو سنگار پیاری نے کیا
خوب سنا دھن مال ساجن پر لٹا سارا دیا
کر لیے سنگار سولہ تن پہ سب ابھرن سجے
ہو خوشی بیٹھی دوارے رات دن نوبت بجے
سیج پر کلیان بچھا بیٹھی وہ پیاری حور ہے
لگ گلے ساجن کے سوئی دکھ ہوا سب دور ہے

لونڈ تو کر دور غم گوری کا گھر کو چلدیا
سنا بارہ ماسہ جو اُسنے تمام
چبھی تھی کلیجے مین مرزا کی پھانس
وہ سن اشک سے چشم بھرنے لگی
یہ سچ ہے کہ دل ہووے جسکا پھنسا
نہین عشق مین رہتی شرم و حیا
یہ دیکھ اُس کی حالت کو ملکہ نگار
بہن سے نہایت وہ رکھتی تھی کد
خفا ہوکے بولی کہ ملکہ جہان
ہے بات آج کیا یہ خلافِ قیاس
سدا ناچ گانا جو سنتی تھی تو
خدا نا کرے ایسا ہوئے کبھی
بہن کو لگی اپنے بہلانے وہ
پسند آئی ہم کو اُسکی مجھے شاعری
خوش آیا بہت اسکا گانا مجھے
نہین تو مجھے غم سے کیا کام تھا
چھپائی تھی باتون مین ملکہ جہان
ہوئی اُسکو تسکین ہرگز نہین
ہوا اُس جگہ جبکہ موقوف ناچ
گیا سبکو آرام نا چار وان
چلی ہاتھ منھ دھو کے گلزار سے
عدل تو جھتیار ہے میرا ملایا ہے پیا
کہ تھے جسمین سب عاشقانہ کلام
لگی کھینچنے دل سے وہ ٹھنڈی سانس
ہر ایک شعر پر آہ کرنے لگی
اُسے کیا اگر کوئی اُسکو ہنسا
یہ ہے عشق کا فن عجب بدبلا
لیا شرم سے سر جھکا ایک بار
اور اُسنے جو دیکھے یہ آثار بد
بہن غیر سے کچھ کرو تو بیان
گئے کس لیے تیرے ہوش و حواس
کبھی اس طرح سے نہ دیکھی تھی تو
سدا ہم نشین اور نہ رو ہین کبھی
لگی اس طرح اُسکو سمجھانے وہ
نہ باقی رہا ہوش مجھ مین ذری
پسند آیا عمدہ بہت نا مجھے
فقط گانا سننے مین آرام تھا
روئی مین پوشیدہ آتش کہان
وہ سمجھی کہ ملکہ پری سی ہے کہین
اور ملکہ کو بھٹی محبت کی آنچ
صبح کو اٹھی جب کہ ملکہ جہان
ملی آکے وہ اپنے دلدار سے

کہا اُسنے گلشن کا سب ماجرا ۔ ہر اک گل ترے بن مجھے خار تھا
کہون کیا کٹی جس طرح ساری رات ۔ خوشی آتی تھی مجھکو کسی کی نہ بات
نہین مجکو آنے کی فرصت ملی ۔ لگا کہنے سن کے یہ مرزا علی
تڑپتا تھا تجھ بن مین بسمل سا یہان ۔ کہون حال کیا تجھ سے ملکہ جہان
ہوئی عذر خواہی جو طرفین سے ۔ گلے لگ کے پھر سو رہے چین سے
اسے تو یہان بل گیا اسکا یار ۔ ذرا سنیے احوال ملکہ نگار
صبح کو اُٹھی جبکہ وہ رشک حور ۔ گئی ہاتھ مونھ دھو کے بان کی حضور
کہی کیفیت جا کے اُسنے تمام ۔ تو بیگم نے اُس سے کہے یہ کلام
ارے نیچی اتنا نہ بیہودہ بک ۔ بہن پیر تو کرتی ہے کیون اپنی شک
ذرا اُسکو تو دیکھ سکتی نہین ۔ محبت تو کیون اُس سے رکھتی نہین
یہان ہوش اُڑتے فرشتو نکے ہین ۔ پر و بال جلتے پرندون کے ہین
ہو انسان کا کیونکر گذارہ یہان ۔ کھٹکتی ہے کیون تجھکو ملکہ جہان
تو غصہ سے بیگم نے ڈانٹا اُسے ۔ تو کسواسطے سمجھی کانٹا اُسے
خدا جانے کیا تجکو اُس سے ہے کد ۔ کہان کی ہے تو نیک جو وہ ہے بد
کبھی نام تجھکو نہ دھرتی ہے وہ ۔ تجھے دل سے بس پیار کرتی ہے وہ
بڑی کھوٹی بس ہے تو ملکہ نگار ۔ سدا اُسکی رہتی ہے شکوہ گداز
سمجھتی ہون دونون کو مین ایکسان ۔ کہ جیسی ہے تو ویسی ملکہ جہان
نہایت خفا جب کہ بیگم ہوئی ۔ تو کھسیانی ہو کر وہ بس اُٹھ گئی
وہ کمرے مین اپنے رہی لیٹ جا ۔ اسی غم سے بھونڈی سی صورت بنا
مصاحب تھی اک اُسکی سلطان گہر ۔ کبھی نام اُسمین جالا کی تھی سر بسر
سنا حال اُسنے تو ہو بیقرار ۔ لگی کہنے سنتی ہے ملکہ نگار

تجھے ان بکھیڑون سے کیا کام ہے
سدا نیک بختی مین آرام ہے

کرینگی اگر جیسا پائینگی وہ
پھر آخر کو کیا منھ دکھائینگی وہ

مین آگاہ ہون سب کے بس حال سے
تمھاری ہی بہن کے بھی اعمال سے

کرون حال کس کس کا تمسے بیان
کہ سب کسبیان بس بھری ہین وہان

چنبیلی کو الفت ہے داروغہ سے
تھا ہاتھ اسنے پکڑا مرے سامنے

رسیلی پھنسی نان بائی سے ہے
چنبیلی کا لگا قصائی سے ہے

فہیمن کا تمسے کہون کیا مین حال
تجھے شرم آتی ہے کہتے کمال

مدار اور وہ ہے اک اسکا یار
بڑھاپے مین کرتی ہے وہ اسکو پیار

کہون حال اورون کا کیا مین جناب
ہے خط کا خطہ تمام آفتاب

انھی کی تو صحبت مین ملکہ بھی ہین
کہ بس شان مین انکی ہم کیا کہین

کہا اس سے ملکہ نے اے میری جان
کہون کیا مین تمسے خدا کی ہے شان

کہا تھا جو بیگم سے مین نے صفا
ہوئین سنکے مجھ سے نہایت خفا

بھلائی کے بدلے برائی ملی
اسی سے ہے دل کو مرے بیکلی

یہ آئی ہے غیرت کہ مرجاؤن مین
کسیکو نہ منھ اپنا دکھلاؤن مین

کہا اسنے ملکہ نہو تو اداس
ابھی تو یہ لونڈی ہے خدمت مین پاس

زیادہ کرون اور کیا مین بیان
جو سچ ہے تو کر دونگی اسکو عیان

گئی کہہ کے جس جا تھی ملکہ جہان
ہنر اپنا جا کر دکھایا وہان

ہر اک جا سے وہ بھید لیتی رہی
کہ کچھ مین خبر یان کی پاؤن ذری

تو پھر ڈھونڈ لونگی یہان کا مین چور
بغیر از پتا کچھ نہین اپنا زور

محلدار اک شیدی جوہر تھا وان
تھی اسکی سلطان گھر جان جان

اسے اپنی باتون مین مائل کیا
بہت اسکو کچھ اسنے لالچ دیا

محبت کا بس ڈال کر اُسنے جال
وہ مخلی جو لالچ مین بس آگیا
بتاؤن بیان کا مین کیا تجھسے حال
مین کیا حال ملکہ کا تجھ سے کہون
عجب سیکھا ملکہ جہان نے ہے ڈھنگ
ہے خلوت کا اُنکی یہان جو مکان
جو جاتی ہین اُس مین وہ آرام کو
پہر رات کو جب کہ جاتی ہین وہ
وہان کی خبر مجھ کو ملتی نہین
چنبیلی کا پہرہ ہے رہتا وہان
کوئی اُس جگہ جانے پاتا نہین
یہ بلبل صفت سمجھتے ہین جسے
نیا طرز انھون نے نکالا ہے کچھ
کبھی کھل نہ کھیلی تھی ملکہ جہان
یہ سن حال مخلی سے سلطان کہر
لگی کہنے مخلی سے ملکہ نگار
سناوان کا بیگم کو تو چلکے حال
کیے کی وہ اپنے سزا پائینگے
یہ مخلی لگا کہنے اسے ماہرو
لے ہمراہ مخلی کو ملکہ نگار
کہا حال مخلی نے بیگم سے جب

کیا اسنے تحقیق ملکہ کا حال
تو سب حال ملکہ کا اُس سے کہا
مجھے رات دن رہتا ہے بس ملال
یہ بہتر ہے اس سے کہ چپ ہو رہون
نیا روز اپنا دکھاتی ہین رنگ
سدا اسمین رہتی ہے ملکہ جہان
نکلتی وہان سے ہین بس شام کو
بہت دھوم وان پر مچاتی ہین وہ
کوئی میری تدبیر چلتی نہین
کہ رہتی ہے جس جا پہ ملکہ جہان
پتا ہاتھ کچھ اسکے آتا نہین
اور رہتی ہین شب بھر عجب قہقہے
نظر وان مین آتا کالا ہے کچھ
کوئی شخص آتا ہے بے شک وہان
اُسے لے گئی چھوٹی بیگم کے گھر
مین انعام دونگی تجھے بے شمار
یقین جان کر دونگی تجھکو نہال
دلدّر ترے دور ہو جائینگے
مین کہدونگا بیگم سے سب موبمو
گئی پاس بیگم کے بے اختیار
یہ سنتے ہی بیگم ہوئی پر غضب

فہیمن کو بیگم نے فوراً بلا
کہا ڈانٹ کر اس سے یہ برملا

اری فحبہ جلدی یہ مجکو بتا
کہ ہے آج کل حال ملکہ کا کیا

وہ کس شغل مین رہتی ہے واہیات
خوش آتی کسیکی نہین اسکو بات

ہوا چہرہ جاتا ہے کیون اسکا زرد
وہ بھرتی ہے کس کے لیے آہ سرد

اگر کچھ بھی اطوار بد پاؤن گی
مزا عیب کرنے کا دکھلاؤن گی

خواصون کا سر پہلے منڈواؤنگی
مقرر تری کھال کھچواؤنگی

ہوئی سرد بڑھیا یہ سن کے سخن
لگا کانپنے خوف سے سب بدن

غلط ہے یہ بیگم تمھارا خیال
کرون عرض کیا تمسے ملکہ کا حال

طبیعت سے ملکہ کی رہتی علیل
غذا چاہیے انکو کھانا قلیل

نہین کرتین پرہیز ملکہ ذرا
اسی سے ہے زرد انکا چہرہ ہوا

چنبیلی کا سہرا ہے دروازے پر
ہے کیا تاب و طاقت جو جائے بشر

پریزاد جاتا ہوا ڈر کے وہان
تو واقف نہین اس سے مین مہربان

کیا جلد ملکہ جہان کو طلب
کہا اس سے بیگم نے ہو پر غضب

اری ہو گیا آج کل کیا تجھے
مفصل بتا حال جلدی مجھے

بتا تو نے سیکھا ہے کیسا یہ ڈھنگ
اڑا کس لیے تیرے چہرے کا رنگ

تری آنکھون مین حلقے کیون پڑ گئے
شجر سے ثمر کس لیے جھڑ گئے

مرے سامنے سچ تو کردے بیان
نہین تو مین سمجھون گی ملکہ جہان

کہون گی ترا حال سلطان سے سب
وہ سنتے ہی ہوئین گے تجھ پر غضب

نتیجہ برے کام کا بد ہے یان
مین سمجھاتی ہون تجھکو ملکہ جہان

یہ سنتے ہی رونے لگی سیمتن
نہایت ڈری دل مین سن یہ سخن

تو ملکہ نے بس ہوش اپنے سنبھال
کیا مان سے اسدم یہ اسنے سوال

وہ کیا عیب انسان ہے مینے کیا ۔ عوض جسکے خلعت یہ تم نے دیا
مین ہون خوب واقف کہ ملکہ نگار ۔ گلہ میرا کرتی ہے وہ باربار
کچھ اُسکا تو مین نے بگاڑا نہین ۔ وہ رہتی ہے کیون مجھسے چین بر جبین
تمھاری نہین انسان جائی ہو نہین ۔ یہ سمجھی کہ بس مول آئی ہون مین
تمھارے شکم سے ہے ملکہ نگار ۔ جسے آپ کرتی ہین بس دل سے پیار
کسی سے ہے شاید خریدا مجھے ۔ کہ ملتا ہے جس کا نتیجہ مجھے
اگر پیدا ہوتی مین تمسے حضور ۔ تو مجھ سے بھی کرتین محبت ضرور
ہے اولاد بیشک تمھاری نگار ۔ سبحان اللہ ہے نیک بھی بیشمار
اگر حسن مین ہے وہ مثلِ پری ۔ مری حق مین ہے زہر کی بس چھری
نہین دیکھتین آپ ہین اک نظر ۔ کہ بس اُسکا کہنا ہے نقشِ حجر
اسی واسطے میری بربادی ہے ۔ کہ مین لونڈی ہون اور وہ شہزادی ہے
ضرور آپکے دل مین ہے شک ہوا ۔ جو انکار شادی سے مین نے کیا
وہ شہزادی ہے دیجیے سلطان کو ۔ مجھے بخشیے کوئی دہقان کو
ہو مرضی جسے اُسکو دیجیے حضور ۔ وہ لے مجھکو آزاد کیجیے ضرور
کسی اور تہمت مین پھنس جاؤنگی ۔ مین بے واسطے کو سزا پاؤنگی
کہی بات ملکہ نے جب سات پانچ ۔ تو بیگم کو بھڑکی محبت کی آنچ
لگی کہنے باتین بناتی ہے تو ۔ ارے رو رو مجھکو ڈراتی ہے تو
تری خیر ملکہ جہان اسمین ہے ۔ مرے پاس تو آنکے جو رہے
محل مین مرے تو رہا کر مدام ۔ مین دیکھا کرون تجھکو ہر صبح و شام
تو پھر تجھکو کوئی بُرا کیون کہے ۔ جو زیرِ نظر میری تو آ رہے
محل مین جو میری ہے بارہ دری ۔ اُسی مین تو رہ راحت جان مری

تجھے دیکھ سلطان بھی ہوئینگے شاد ۔ کیا کرتے ہین روز تجھکو وہ یاد
کہا ملکہ نے ہو جو حکم حضور ۔ کرے گی یہ لونڈی وہی بس ضرور
یہی دل کو میرے ہے ڈر بار بار ۔ کہ اس جا پہ رہتی ہے ملکہ نگار
یہ کہنے لگی رو کے ملکہ جہان ۔ وہ جینے نہ دیوے گی مجھکو یہان
لگی کہنے بیگم خدا کی سنوار ۔ کہ جیسی ہے تو تجھکو ویسی نگار
کہا اُسنے مرضی جو ہے آپ کی ۔ خوشی کرنا تجھکو ہے ہان باپ کی
اُٹھی اور کیا ماں کو اُسنے سلام ۔ کہا کل سے مین یان رہونگی مدام
کرو حکم خالی ہو بارہ دری ۔ مرے رہنے مین ہے یہان بہتری
وہ رخصت ہو ماں پاس سے جب چلی ۔ تو آیا اسے یاد مرزا علی
قدم رکھتی تھی وہ کہین کا کہین ۔ بجا ہوش تھے اُسکے مطلق نہین
نہین تھے درست اُسکے ہوش و حواس ۔ محل مین گئی اپنے ہو کر اوداس
فہیمن چنبیلی بھی آئین وہان ۔ جہان غم مین بیٹھی تھی ملکہ جہان
کہا یہ فہیمن نے اے ماہ رو ۔ یہ بے فائدہ کرتی کیون غم ہے تو
تجھے مین نے سمجھایا تھا لاکھ بار ۔ کہ ہے تیری دشمن یہ ملکہ نگار
نہ ہرگز مرا کہنا تو نے سنا ۔ کہ جیسا ہے بویا تھا ویسا چنا
تری ضد نے یہ دن دکھایا تجھے ۔ تھا بیگم نے کیا کیا سنایا تجھے
خدا نے بچائی مری جان آج ۔ ہے بہتر فقیری ہی جلے ایسا راج
مرے دل مین ہے نوکری چھوڑ دون ۔ مین کسواسطے مفت بدنامی لون
کہون گی مین بیگم سے یہ برملا ۔ زیارت کو جاؤنگی مین کربلا
مجھے اور چنبیلی کو رخصت کرو ۔ ثواب اتنا بہر خدا آپ لو
یقین ہے وہ دینگی اجازت ضرور ۔ مین ہو جاؤنگی سب بلاؤن سے دور

ترے حق مین بہتر ہے ملکہ جہان
کسی فن سے مرزا کو لے جاؤنگی
اگر میرا کہنا نہ مانیگی تو
نہین مجکو ملتا ٹھکانا کہین
دیا اس طرح جب کہ سب نے جواب
لگی کہنے خانم سے وہ سیمبر
تو پیچھے مرے اسکو لے جائیو
تو رہنے دے اک رات پھر اسکو یان
یہ کہہ وہ گئی اپنی خلوت مین جو
جو مرزا اسے ملنے آیا تو خانہ سے
گیا بیٹھ پہلو مین وہ سیمبر
لگا پوچھنے آج کیا ہے تجھے
مفصل کہا اس نے احوال سب
مین کیا جانتی تھی تو چھٹ جائیگا
مین کیا حال بتلاؤن اے میری جان
خدا نے مجھے دن دکھایا ہے یہ
خواص اس سے جا کر ملی ہے کوئی
سب احوال یان کا سنایا انھین
تو بیگم نے غصہ سے مجکو بلا
مین واقف ہون بالکل ترے حال سے
زیادہ نہ تو میری کھلوا زبان
رہیگی جو خدمت مین مان کی وہان
ضرور اسکو گھر جا کے پہونچاؤنگی
تو آخر مزہ اسکا جانے گی تو
مین ہون فعل کی تیرے ساتھی نہین
تو آنکھون مین بھر آیا ملکہ کی آب
مین کل جاؤنگی رات کو یان کی گھر
کسیطرح گھر اسکو پہونچائیو
جسے کوئی دم تو بھلا نیم جان
تو غمگین پلنگ پر رہی جا کے سو
تو ملکہ کو بس غم مین دیکھا پڑے
جگایا اسے ہاتھ سینہ پہ دھر
مین صدقے بتا جلد اے جان مجھے
خدا نے یہ ڈالا ہے مجھ پر غضب
مرا اک دل ابسکہ لٹ جائیگا
کسی نے بھرے ہین یہ بیگم کے کان
بہن نے مری گل کھلایا ہے یہ
حقیقت بیان کی عیان سب ہوئی
ہے رہنا تمہارا بتایا انھین
کہا منہ پہ میرے یہی بر ملا
کہون کیا محبت کے جنجال سے
ہے اچھا کیا تو نے ملکہ جہان

محبت سے کچھ تجھکو کہتی نہین
ہے خیر اسمین تو پاس یان میرے رہ
کیا مین نے منظور رہنا وہان
مری جان کیون کر تجھے چھوڑدون
مرونگی تڑپ کر مین فرقت مین جان
کوئی ساتھی اسوقت میرا نہین
مین کہتی ہون تجھسے کہ یہ کام کر
کرورون کا مین تجکو دیتی ہون مال
تو کر چین بیٹھا خوشی سے وہان
کہ اسوقت جاتی ہون مین مانکی پاس
تجھے قول و اقرار دیتی ہون مین
کہ مین ہفتہ عشرہ مین آتی ہون پھر
سنا جب کہ مرزا نے یہ ماجرا
جو تجھنے کہا وہ سنا میری جان
یہ دولت جو دیتی ہین مجھکو جناب
یہ حشمت نہین آئیگی میرے کام
سنو میرے والد کی دولت کا جور
تمنا مین کچھ اسکی کرتا نہین
اگر چھوڑ جاؤگی مجھکو کہین
مین کھاؤنگا ہیرے کی فوراً کنی
ہوئی گفتگو جب یہ ملکہ کے ساتھ
تو کیون پاس ہو میری رہتی نہین
سوا اسکے کچھ منھ سے اپنے نہ کہہ
مین آئی ہون ملنے کو تجھسے یہان
اور کسکے حوالے مین تجھکو کرون
جیے گا نہ دوری مین تو میری جان
مصیبت مین کوئی کسیکا نہین
چلا جا بس اسوقت تو اپنے گھر
تو لے بے بہا اور اک مجھسے لعل
تری دل سے لونڈی ہو ملکہ جہان
مری جان ہونا نہ ہرگز اداس
بہن سے عوض اسکا لیتی ہون مین
کسی فن سے تجکو بلاتی ہون پھر
ہوا سامنے اسکے اٹھکر کھڑا
ہے جینا مرا تیرے بن بس کہان
تو کیون مفت کرتی ہین اسکو خراب
مری زیست ہووے گی تجھ بن حرام
رکھے نقد ہین میرے گھر دس کرور
اور تجھپر ہون لالچ سے مرتا نہین
تو پھر جیت پاؤگی ہرگز نہین
ہون سمجھا کہ بس جان پہ اپنی بنی
تو ملنے لگی حیف سے اپنے ہاتھ

لگی کہنے ملکہ جہان ہو سو ہو — مین حاضر ہون تو جان اپنی نہ کھو
مین چلتی ہون اقرار سے مار ہاتھ — کہ تا زیست ہرگز نہ چھوڑوگے ساتھ
خدا کے بھروسے پہ چلتی ہو نہین — اور آتش مین خود دیکھ جلتی ہو نہین
مین کہتی ہون ہے تمکو لازم ضرور — نظر سے کبھی اپنی کرنا نہ دور
رفاقت کرون گی بس اب آپ کی — محبت ہے کی ترک مان باپ کی
نصیحت مری اتنی تم مانیو — اور کہنے کو میرے تو سچ جانیو
مجھے رکھیو تو اُس جگہ پہ چھپا — پرندے کی جس جا نہ پہونچے ہوا
سمجھین گے نہ زنہار تم اور ہم — کرینگے نہ تا لاش سلطان کم
مین کہتی ہون تجھ سے تو غافل نہو — وہ پیچھے پڑینگے ترے ہاتھ دھو
یہی دل کو آتا ہے میرے خیال — کہ اسمین نہو میرا تیرا زوال
کہا پھر یہ مرزا نے ملکہ جہان — کہ کس طرح چلیے گا اے مہربان
خواصین اصیلین ہین صد ہا بھری — بتاؤ بھلا کس طرح جاؤ گی
وہین بولی ملکہ کہ اے میرزا — ہے منظور بس مجھکو گھر چھوڑنا
ہو منظور جانا جسے گر کہین — کسی کے وہ روکے سے رکتا نہین
بتاؤن تجھے ہے یہان اک سرنگ — کہ ہو دیکھ انسان کی عقل دنگ
نہین اس نقب سے ہے واقف کوئی — ستا ذکر ہو گا نہ اُسکا کبھی
فقط اک ہین سلطان اُسے جانتے — مجھے ساتھ طفلی مین تھے لے گئے
خواصون کو بس بھیجکر یان سے کل — اسی راہ سے جائین گے ہم نکل
ہوئی جبکہ مضبوط چلنے کی بات — کٹی بند و بست کرتے بس ساری رات
اُٹھی صبح کو جب کہ ملکہ جہان — کیا خاصہ منہ دھو کے بس نوشجان
جو محلی اصیلین خواصین تھین وان — کہا ان سے بیگم کے گھر ہو روان

ہو بارہ دری جلد آراستہ — میں آتی ہوں تم دیکھنا راستہ
سب اسباب موقع سے رکھوائیو — بہت فرش معقول بچھوائیو
فقط اک چنبیلی کو رہنے دیا — اور اس سے یہ ملکہ جہان نے کہا
کہ اسوقت جاتی ہوں آرام کو — چلونگی میں بیگم کے گھر شام کو
تو موجود یان رہیو دروازے پر — میں مل آؤں مرزا سے دل کھولکر
کیا اُسنے کمرہ جو اندر سے بند — کرے شک بیان کیا کوئی عقلمند
چنبیلی نہ واقف تھی اس حال سے — کہ بلبل نکلجائیگی جال سے
چنبیلی رہی بیٹھی غافل وہان — کہ سوتی ہے کمرے میں ملکہ جہان
وہان جاکے ملکہ نے مرزا کے پاس — سجا تن پہ مردانہ اپنے لباس
اور اوپر سے چادر کا جھرمٹ لگا — لیے اپنے رخسار اُسنے چھپا
چھپایا بہت اُس نے اپنا جمال — ولے کیا کہوں حسن چمکا کمال
بنایا غریبوں سا ملکہ نے حال — چھپا وے کوئی جیسے گدڑی میں لال
اصالت کسی کی بھی مٹتی نہیں — کہ کنکر میں ہیرے چھپے ہے کہیں
تفکر میں ہوں میں ساقیا جھک گیا — کہان لکھتے لکھتے میں بس رک گیا
نکلتی ہے جو گھر سے ملکہ جہان — خدا جانے جائیگی اب یہ کہان
خدایا تو کر خیر ہے مجھکو ڈر — رہیگی وہین یا پھر آئیگی گھر
جو ہیں عشق میں رکھتے ثابت قدم — اُنھیں جینے مرنے کا کیا اپنے غم
کہ ہے عشق کافر عجب بد بلا — کرے شاہ کو ایک دم میں گدا
جو سرکایا ملکہ نے اوپر سے سنگ — نمودار اُس سے ہوئی اک سرنگ
جو اُترے نقب میں وہ دونوں بہم — رکھا پہلے ملکہ جہان نے قدم
ستم ملکہ نے یہ اُتر کر کیا — کہ اندر سے کھڑکی میں تالا دیا

چلی اپنے عاشق کے وہ ساتھ مین ‏ کہ ہاتھ اسکا پکڑے ہوئے ہاتھ مین
چمکتا تھا اندھیاری مین اسکا تن ‏ کہ جس طرح چمکے ہے کالے کا من
توکل پہ جاتے تھے دونون وہان ‏ نہ واقف تھے نکلین گے جا کر کہان
گئے جب نکل وان سے دو کوس پر ‏ دکھائی دیا انکو ٹوٹا سا گھر
گئے اس جگہ بیٹھ تھک کر بہم ‏ نہ باقی رہا ان مین چلنے کا دم
ہوے پانون بس انکے شل پھول کر ‏ کوئی بیٹھے جس طرح رہ بھول کر
کہ جو بیکسی مین ہو بھولا کہین ‏ اسے راستی راہ ملتی نہین
اسی طرح ملکہ بھی حشمت کو کھو ‏ رہی بیٹھ کونے مین خاموش ہو
نہ تاب و توان اور نہ ہوش و حواس ‏ عجب غم مین بیٹھی تھی ملکہ اداس
لگی کہنے مرزا سے ملکہ جہان ‏ مجھے جلد لے چل تو اپنے مکان
کوئی دیکھ لیگا جو اس جا مجھے ‏ تو جیتا نچھوڑے گا ہرگز مجھے
سواری کوئی جلد تلاش کر ‏ یہان سے تو لے چل مجھے اپنے گھر
ذرا مجھ مین چلنے کی طاقت نہین ‏ کوئی دیکھ پاوے نہ تجھکو کہین
کہون حال مرزا کا اسوقت کیا ‏ سیہ فک سے اسکا چہرہ ہوا
جگہ کوئی رہنے کو پاتا نہ تھا ‏ اور گھر باپ کے ڈر سے جاتا نہ تھا
وہ کرتے تو کر بیٹھا اس کام کو ‏ جوانی مین سمجھا نہ انجام کو
کہ ہے عشق کافر کو عاشق سے کد ‏ برے کام کا ہے نتیجہ بھی بد
سخن یہ بزرگون کا ہے سچ کہا ‏ کیا عشق جس نے وہ رسوا ہوا
بڑا دوست تھا اسکا شمشیر خان ‏ وہان سے تھا نزدیک اسکا مکان
یہی آئی مرزا کے دل مین ترنگ ‏ چلا لیکے ملکہ کو بس اپنے سنگ
وہان سے چلا خوف کھاتا ہوا ‏ ہر اک کی نظر کو بچاتا ہوا

ملاقاتی اسکا ملا گر کہین ۔ تو اسکی طرف اسنے دیکھا نہین
کوئی راہ مین اسکو گر مل گیا ۔ تو نظرون سے بچ وہ بمشکل گیا
وہ سوگات سے پہونچا ملکہ کو لے ۔ بچا لایا ملزم کو خلاوسے
وہ جا پہونچا شہ میرخان کے مکان ۔ لیے اپنے ہمراہ ملکہ جہان
محل مین گیا اسکے وہ بیدھڑک ۔ کسی بات کا دل مین لایا نہ شک
اوسے یار سے تھا بھروسہ بڑا ۔ زنانے مکان مین ہوا جا کھڑا
نہ تھا گھر مین اسوقت شہ میرخان ۔ فقط اسکی بی بی تھی وان نوجوان
گیا اسکی بی بی نے تب بہ شمار ۔ ہے مرزا علی میرے شوہر کا یار
اسیکی جو کرتے تھے تلاش وہ ۔ گیا تھا یہی ایک مدت سے کھو
پکڑ کر شتابی سے ملکہ کا ہاتھ ۔ بٹھایا بہت اسکو عزت کے ساتھ
تواضع جو تھی چاہیے اسنے کی ۔ گلوری لگا پان کی اسکو دی
گئی اپنے کمرے مین لے انکو جو ۔ یہ بولی تم آرام اس مین کرو
یہ لونڈی وہان پر جو بیٹھی ہے دور ۔ خوشی سے کرین چین اس مین حضور
کسطرح کا ڈر نہین مہربان ۔ مرا کوہ قاف آپ سمجھین مکان
فرشتہ کو ہوگی نہ یان کی خبر ۔ خداوند سمجھین اسے اپنا گھر
پلنگ پر گئے بیٹھ دونون وہان ۔ لگی کہنے مرزا سے ملکہ جہان
کہا اس سے ملکہ نے اسے باہرو ۔ خفا میری باتون مین ہونا نہ تو
ترے واسطے مین نے کیا کیا کیا ۔ یہ آفت کا ہے بوجھ سر پر لیا
ہے کی سلطنت اپنی برباد سب ۔ فقیری مین تیری ہون ہمراہ اب
فقط دیجیو خشک روٹی مجھے ۔ سمجھنا نہ تو دل سے کھوٹی مجھے
تجھے جان و دل اپنا دیتی ہون مین ۔ اور اتنا یہ اقرار لیتی ہون مین

یہ لازم ہے تجھکو کہ میرے سوا
کسیکو نہ اب دیکھیو آنکھ اٹھا

ترے واسطے مین نے چھوڑا ہے گھر
سدا لینا ایجان میری خبر

کہیگا جو تو وہ کرونگی قبول
کہ ایسا نہو مجکو تو جاوے بھول

کہا اسنے اب تو کیا ساتھ ہے
مرا جینا مرنا ترے ہاتھ ہے

تو ہے شاہزادی اور مین ہون غلام
یہ کیا تاب ہے جو کرون کچھ کلام

مری جان تمھارا کدھر ہے خیال
ترے عشق مین یہ ہوا میرا حال

گرے گا پسینہ تمھارا جہان
گراؤنگا مین خون اپنا وہان

یہ آپس مین قول و قسم ہو گئے
تھکے تھے بہت راہ کے سو گئے

ادھر سوئے غفلت مین دونون وہان
ادھر گھر مین آیا جو شہ میر خان

رکھی دیکھی جوتی جو وان غیر کی
زنانے اور مردانے بھی پیر کی

لگا پوچھنے کس کی پاپوش ہے
تو کس کے لیے اتنی بیہوش ہے

کہا اوسنے آیا ہے مرزا علی
کہ تھی جسکی خاطر تمھین بیکلی

وہ گھبرا کے بولا کہ ہے وہ کہان
اسے چھوڑ بیٹھی ہے تو کیون یہان

کہا ساتھ اسکے ہے اک ماہرو
اور کرتے ہین کمرے مین وہ گفتگو

ہے اسواسطے لونڈی بیٹھی یہان
مین کس طرح خلوت مین جاؤن وہان

گیا جلد کمرے مین وہ بے خطر
تو دیکھا کہ سوتے ہین وہ بے خبر

بہت دل مین خوش دیکھ انکو ہوا
خدا سے یہی اسنے مانگی دعا

الٰہی تو اپنے سدا فضل کر
سلامت رہین دونون شمس و قمر

لیے سیب تھا ہاتھ مین کیا کہین
رکھا انکے کھانے کو جو طاق مین

رکھا ایک جا تو بھی پھر طاق پر
کہ کھاوینگے وہ سیب کو چھیل کر

گیا سیب رکھ کر جو وہ کام کو
ہے افسوس سمجھا نہ انجام کو

اجل کی تو وہ نیند سوئے ادھر ۔۔۔ محل مین ہوئی اُسکے پھر یہ خبر

ملکہ کے حال سے والدین کا واقف ہونا

کدھر ہے تو اے ساقی شوخ رنگ ۔۔۔ کہ ہوتی ہے اس جا مری عقل دنگ
محل کا کہون حال ملکہ کے کیا ۔۔۔ یکایک وہان بس پڑا تہلکا
ابھی سو کے ملکہ نہ جو شام تک ۔۔۔ ہوا کچھ چنبیلی کے بس دل مین شک
وہ آہٹ لگی لینے نزدیک جا ۔۔۔ پتہ کچھ نہ آواز کا جب لگا
وہ کمرہ مین چھوٹی سی کھڑکی جو تھی ۔۔۔ اسی راہ سے بس وہ اندر گھسی
جو دیکھا نہ اُسنے کسیکو کہین ۔۔۔ یہ سمجھی کہ بس ہاے ملکہ نہین
گئی بیٹھ بس وہ کلیجہ پکڑ ۔۔۔ لگی رونے سینہ پہ وہ ہاتھ دھر
لگی کہنے ملکہ غضب کیا کیا ۔۔۔ مجھے چھوڑ رستہ کدھر کا لیا
مین بیگم کو دونگی بھلا کیا جواب ۔۔۔ ارے کیا کیا تو نے خانہ خراب
نہ سمجھی کہ کس راہ سے وہ گئی ۔۔۔ چنبیلی تحیر مین وان رہ گئی
چنبیلی ہوئی جب بہت بدحواس ۔۔۔ ہراسان گئی وہ فہیمن کے پاس
کہا جاکے ہان سے یہ احوال سب ۔۔۔ کہ ملکہ نے ایسا کیا ہے غضب
خدا جانے کس راہ سے ملکہ گئین ۔۔۔ پتا اُنکا اُس جا پہ ملتا نہین
یہ سنتے فہیمن نے اک آہ کی ۔۔۔ کہا ملکہ تو نے مری جان لی
فہیمن نے بس ہوش اپنے سنبھال ۔۔۔ کہا جاکے بیگم سے ملکہ کا حال
کیے بند دروازے ملکہ جہان ۔۔۔ اکیلی پڑی سو رہی ہین وہان
ہوئی شام اب تک وہ جاگی نہین ۔۔۔ نہ ماندی طبیعت ہوئی ہو کہین
پکارا بہت مین نے باہر سے جا ۔۔۔ جواب اُسکا مطلق نہین کچھ ملا

اسی سے مرے دلکو حیرت ہوئی
کہ غصہ حرام ہے جو انسان پر
ذرا آپ چلیے مرے ساتھ وان
یہ سنتے ہی گھبرا کے بیگم چلی
یہ پہونچی جو ملکہ کے کمرے کے پاس
ہزارون صدائین دین اُسنے وہان
بہت جب پکارا اُسکو ماجرہ ہوئی
گئی جب کہ کمرے مین وہ نیمجان
تلاش اُسکو ہر جا یہ کرنے لگی
پلنگ کے برابر ہوئی جا کھڑی
لگی کہنے بیٹی کہان تو گئی
جوانی سے اپنی تو دھو کر کے ہاتھ
گیا تو نے برباد کیون آپ کو
وہ ہے کون ظالم تجھے لے گیا
تو آجا شتابی کہا میرا مان
لگی رونے بیگم یہ کہہ زار زار
کہا اُسنے امان مین کہتی تھی کیا
مین آثار تھی دیکھتی اُسکے بد
کئی بار مین نے کہا تھا بوا
چلن آپ کا بھی یہ بہتر نہین
بھلا حال ہوویگا کیا آپ کا
کہ شاید ہے ملکہ کو غیرت ہوئی
نہ کر بیٹھی ہون اپنی کچھ جان پر
کہ اب تک ہی کیون سوتی ملکہ جہان
محبت سے دل مین ہوئی بیکلی
تو دیکھا مکان اُسنے بالکل اُداس
جو ہووے تو بولے وہ غنچہ دہان
تو کھلوا کے دروازہ اندر گئی
ملا کچھ نہ ملکہ کا اُسکو نشان
زبس غم مین بیٹی کے مرنے لگی
کہا ہائے بیٹی اور بس گر پڑی
اور کسواسطے مجھ سے چھپ رہی
گئی ہائے افسوس تو کسکے ساتھ
اور رسوا کیا مفت مان باپ کو
مجھے داغ ذلت کا جو دے گیا
ڈبوئے ہے کسواسطے خاندان
جو تھی اُس کے ہمراہ ملکہ نگار
نہین میری باتون کو تمنے سنا
نہین مجکو ہرگز بہن سے تھی کد
بہن خیر ہے بس سمجھے کیا ہوا
جو سن پائینگی حال امان کہین
نہین خوف ہے تمکو مان باپ کا

سو مجکو وہ کہتی تھین دشمن ہے یہ
کہا مین نے تھا آپ سے بار بار
چنبیلی فہیمن نہ واقف ہین کیا
ذرا ان سے تحقیق کیجیے حضور
کہا اسنے آنے دے سلطان کو
وہ محلی جو حاضر تھا وان اسگھڑی
شتابی بلا لا تو سلطان کو یان
کیا جاکے محلی نے شہ سے بیان
محل مین گئے اپنے جب بادشاہ
سنا بادشہ نے جو ملکہ کا حال
ولیکن سمجھ اسکے انجام کو
خبر دار ظاہر نہین کیجیو
ہے جیسا کیا ویسا پائیگی وہ
زیادہ کریگی جو تو اب ملال
جو پہونچیگی ملکون مین اسکی خبر
ہے بہتر تلاش اسکی پوشیدہ کر
مین کردونگا ساتھ اسکے اسکا بیاہ
ہمیشہ مین لیتا رہونگا خبر
خواصون کو بیگم نہ تم کچھ کہو
دیا حکم کوئی کہیگا یہ حال
تلاش اسکی پوشیدہ ہونے لگی

مرے ڈسنے کو پاسے ناگن ہے یہ
کہا تمنے بکتی ہے کیون اے نگار
کیا ہے یہ کس نے بس انکے سوا
یہ واقف ہین فعلون سے انکے ضرور
عزیز اپنی سمجھین نہ یہ جان کو
کہا اس سے بیگم نے جا تو زری
ولے ذکر اسکا نہ کیجیو وہان
بلایا ہے بیگم نے چلیے وہان
نظر آئی بیگم کی حالت تباہ
کہون کیا ہوا جیسا انکو ملال
کہا اٹھ کے بیگم تو منھ ہاتھ دھو
یہ غم اپنے سینہ پہ دھر لیجیو
پھر آخر کو پچھتاکے آئیگی وہ
تو چھپ جائیگا اسکا چھاپہ مین حال
تو کیا ہوگا احوال تو غور کر
کسی طرح اسکو بلا اپنے گھر
یہ کہتا ہون دیکر خدا کو گواہ
رئیسون سے بہتر کرے گی بسر
کر بس صبر کر دل مین چپ ہو رہو
مین بھجواؤنگا ساتھ ہی اسکی کھال
تو چھپ چھپ کے مان اسکی رونے لگی

یہ کہتی تھی اے میرے مشکلکشا
مجھے بدلے رونے کے اب تو ہنسا
کسیکی بھی اس جا پہ چلتی نہین
جو شدنی ہے ہرگز وہ ٹلتی نہین

ملکہ کا مرنا اور دفن ہونا

پلا مجھکو ساقی نہ قاتل شراب
کہ غم سے ہوا جلکے ہے دل کباب
پڑی ہیجہ جیغت سوتی ہے وہ
لکھی جو ہے قسمت مین ہوتی ہے وہ
مقدر مین جنکے ہے جیسا لکھا
اُسی طرح آتی ہے اُسکی قضا
ہر اک آکے دنیا مین ہوتا ہی فوت
ہے حیلہ سے روزی بہانہ سے موت
کہون حال مین اُسکی قدرت کا کیا
کہ آخر ہے اک روز سب کو فنا
فریدون رہا اور نہ جمشید و سام
اجل نے کیا کام سب کا تمام
سکندر رہا اور نہ دارا رہا
ہے فردوسی طوسی نے جو کچھ کہا
فقط اُنکا دنیا مین باقی ہے نام
رہے عدل کا اس طرح بس کلام
مرے دلمین تھا اور نہ لکھون یہان
ولے ختم ہوتی نہ یہ داستان
اسی سے مین کرتا ہون آگے بیان
مری کس طرح سے تھی ملکہ جہان
کہ جس طاق مین وہ چھری تھی دھری
مٹھائی بھی شاید تھی کچھ وان پڑی
قضا کا ر اک موش پہونچا وہان
مٹھائی کے لالچ چھری تھی جہان
ذرا پیر لگتے گری وہ چھری
تو ملکہ کے سینہ پہ آکر گری
قرولی نہایت تھی وہ آبدار
ہوئی گرتے ہی بس کلیجے کے پار
وہ کام اپنا کرتے ہی بس کر گئی
تھی ملکہ بس اک آن مین مر گئی
کہ اک زخم اُسکا نہ وہ سہہ سکی
نہ مونہہ سے بھی عاشق کو کچھ کہہ سکی
نہ تڑپی نہ بولی نہ کچھ بات کی
اُسی زخم سے وہ ٹھکانے لگی

اُدھر مر گئی ہائے یہ نازنین
جو دیکھی یہ اُسنے نئی واردات
کہ صد حیف ظالم مین کیون سو گیا
نہ آیا سمجھ مین کہ کیونکر مری
تعجب مین گھبرا کے رونے لگا
الٰہی غضب مجھ پہ کیا پڑ گیا
فلک اس قدر کیون ستایا مجھے
تجھے مجکو ایسا ستانا نہ تھا
تجھے لوگ کہتے ہین اہل کرم
جہان مین ہے مشہور بخشش تری
الٰہی جو یہ تجھکو منظور تھا
کہا اُسنے ملکہ غضب کیا کیا
پھر آخر کو سوچا کہ مرجاؤن مین
یہ کہہ جسم سے اُسکے کھینچی چھُری
جو چاہا کہ مارون نکلجائے پار
لیا بس شتابی پکڑ اُسکا ہاتھ
غضب کیا ارے یار کرتا ہے تو
کہا اُسنے رو رو کے سب ماجرا
سب احوال اُسکا کیا جو بیان
مین اس طرح اُسکے محل مین گیا
اور اس طرح لایا تھا اُسکو نکال

ادھر چونکا غفلت سے وہ مہ جبین
تو گھبرا کے منھ سے نکالی یہ بات
جو سوتے ہی میرے غضب ہو گیا
اور کس شخص نے اُسکے ماری چھُری
اور ساتھ اُسکے جان اپنی کھونے لگا
عوض اسکے کیون مین نہین مر گیا
کہ ملکہ کا مردہ دکھایا مجھے
غریبون کو یہ دکھ دکھانا نہ تھا
کیا تو نے کیون مجھ پہ ایسا ستم
تو کی کیون نہ آسان مشکل مری
رضا مین تری زور اپنا ہے کیا
جیا مین ترے بن تو کیا مین جیا
بھلا نام دنیا مین کر جاؤن مین
اور اپنے کلیجے پہ فوراً دھری
وہین آ گیا اُسکا دلدار یار
لگا کرنے یون بات مرزا کے ساتھ
چھُری مار کیون اپنے مرتا ہے تو
ارے یار مجھپر غضب یہ پڑا
ہے یہ بادشہزادی ملکہ جہان
وہین اتنے روزون تھا پنہان رہا
خدا نے کیا آکے یہ اسکا حال

اب آخر کو بس مارا جاؤنگا مین
اسیواسطے جان دیتا ہونہین
لگا اسکو سمجھانے شہ میرخان
جو رکھتا نہ مین طاق پر یہ چھری
ہے اس سے تو بہتر چھری میری مار
بس اب غم زیادہ نہ کر سیم تن
اگر مر گئی تو بلا سے موئی
یہان عقل کو کام فرمائیے
کہا اُسنے تو جلد بازار جا
کہے کے بموجب گیا وہ جوان
خرید اُسنے جا اک پٹارہ کیا
وہ لیکر پٹارہ گیا اُسکے پاس
مکان اپنے فوراً چلا جا ابھی
خبردار کہیو نہ تو اسکا حال
گیا ہوکے ناچار وہ اپنے گھر
تھا یہ کام شہ میرخان نے کیا
بخوبی جو اُس نقش کو بند کر
وہ تھی رات آدھی جب ایسا کیا
شتابی سے بس پانون دھرتا ہوا
جوان مرد تھا بس سپاہی بڑا
زیادہ کرون راہ کا کیا بیان

اور کیا منھ کسیکو دکھاؤنگا مین
بُرائی نہ دنیا مین لیتا ہون مین
تو کسواسطے اپنی کھوتا ہے جان
تو مرتی نہ ہرگز یہ رشک پری
نکلجاے فوراً گھبر کے پار
سمجھ اپنے دل مین بقول حسن
تو یہ جانیو مجھ پہ صدقے ہوئی
جو کہتا ہون مین تجسے کر لائیے
خرید اک پٹارہ وہانسے لے آ
نبی بخش کی جاکے پہونچا دکان
زبس زر کثیر اُسکے بدلے دیا
کہا اُسنے مت ہوجیو تو اُداس
اور بس نام اُسکا نہ لینا کبھی
نہین تو اُٹھا ئیگا بس غم کمال
یہ غم ہاے ملکہ کا سینہ مین دھر
پٹارے مین ملکہ کو جو بھر دیا
جوانمرد لے اپنے کاندھے پہ دھر
نکل گھر سے جنگل کا رستہ لیا
چلا چوکیدارون سے ڈرتا ہوا
ہوا راستے مین نہ ہرگز کھڑا
شتابی یہ جنگل مین پہونچا جوان

کسی جا پہ اُسنے پٹارے کو دھر
زمین کھودی خنجر سے بھر تا کمر
کیا دفن اُسنے پٹارہ شتاب
زیادہ نہ تھی وان ٹھہرنے کی تاب
گیا اپنے گھر کو وہ کر اپنا کام
نہ واقف ہوا بس کوئی خاص و عام

افشای راز و تفتیش مقدمہ

کدھر ہے تو اے ساقی سیمبر
شتابی سے لے آکے میری خبر
مے لعل گون کا پلا مجھکو دور
لکھون حال ملکہ کا کچھ یان پہ اور
محبت کی ملکہ نے پی تھی شراب
اسی سے ہوئی اُسکی مٹی خراب
گیا دفن کرکے جو وہ اپنے گھر
درندون نے کھودی وہ قبر آن کر
کہ توڑا پٹارہ اور کھایا اُسے
مقدر نے یہ دن دکھایا اُسے
کہ زیور جو پہنے تھی وہ نازنین
پڑا رہ گیا اُسکا وہ سب وہین
مسافر کوئی آکے نکلا وہان
پڑی تھی جہان نعش ملکہ جہان
نہ تھا کوئی اُسدم مسافر کے ساتھ
لگی ایک زیور لگے اُسکے ہاتھ
چلا لیکے زیور وہ بازار کو
دکھایا ہر اک جاکے زردار کو
کوئی مول اُسکا لگاتا نہ تھا
وہ خود دام منھ سے بتاتا نہ تھا
وہ زرگر کے پاس اتفاقاً گیا
ملازم جو تھا خاص سلطان کا
وہ دیکھ اُسکے زیور کو حیران ہوا
اور مانند سنبل پریشان ہوا
لگا پوچھنے اس سے ہنسکر سنار
کہان سے یہ پایا بتاؤ تو یار
لگا کہنے صاحب یہ میرا ہے مال
کہون تجھسے کسواسطے اسکا حال
ہوئی اُنکی آپس مین رد و بدل
کہا ساتھ تھانے مین تو میرے چل
کہا جاکے تھانہ مین سب اسکا حال
کہ ہے بادشاہی یہ چوری کا مال

چورا کے یہ لایا ہے اسکو ضرور — کرین آپ تحقیق جلدی حضور
بہت اسنے پوچھا وہ بولا نہین — اور کچھ حال بس اسکا کھولا نہین
کہانتک کہون اسکا جھگڑا ہے دور — مقدمہ گیا بادشہ کے حضور
یہ دیکھ اسکے زیور کو وہ بادشاہ — لگا کہنے دھمکا کے او روسیاہ
ترے ہاتھ آیا یہ کس طرح سے — مفصل بیان کر تو آگے مرے
ذرا دیر کہنے مین جو تو نے کی — تو مین پھانسی دیدونگا تجھکو ابھی
یہ سنتے مسافر لگا کانپنے — کہا جو کہ فرمایا ہے آپ نے
مین کرتا ہون اب عرض اے جان پناہ — نہین میرا اس مین ہے کچھ بھی گناہ
مین آتا تھا جنگل کی رہ سے یہان — پٹارہ دکھائی دیا اک وہان
طمع سے گیا اسکے نزدیک جب — وہان حال بس مین نے دیکھا عجب
کہ اک اسمین گھائل تھی رشک پری — درندون کی کھائی ہوئی نعش تھی
وہان سے جو پایا تھا یہ مینے مال — کیا عرض جو کچھ کہ تھا راست حال
اب آگے جو منظور ہو کیجیے — گنہ بخشیے یا سزا دیجیے
گیا حکم پاکر جو فوراً سوار — پٹارہ لے آیا وہان ایکبار
کہ لیکر پٹارہ جو پہونچا وہان — تو دیکھا کہ ہے نعش بلکہ جہان
تھا حاضر جو شمشیر خان کوتوال — کیا شاہ نے اسپہ غصہ کمال
سزا تجکو مردود مین دونگا سخت — کہ ایسا ہے ابتر ترا بندوبست
غضب کا مرے گھر مین خون ہو گیا — دغا باز تو نیند مین سو گیا
یہ بیچاری جنگل مین کیونکر گئی — فقط تیری غفلت سے کشتہ ہوئی
نہ تھا راہ مین پہرے والا کوئی — یہ جنگل مین نعش اسکی کیونکر گئی
محل مین تو سوتا رہا بیخبر — خدا کا نہ مطلق کیا تو نے ڈر

ہوئی قتل ناحق کو دختر مری — سزا تیرے کردار کی ہے یہی
ابھی کھال تیری مین کھچواؤنگا — مزہ کو توالی کا دکھلاؤنگا
یہ شہ نے دیا حکم جلاد کو — اسے مار اور اسکی اولاد کو
مرے سامنے کاٹ تو سب کا سر — اور کھودو شتابی سے جا اسکا گھر
پکڑ ہاتھ جلاد نے جب لیا — تو یہ عرض شمشیر خان نے کیا
خداوند مجھ پر کرم کیجیے — اک ہفتہ کی مہلت مجھے دیجیے
کہ خونی کو حضرت مین تلاش کر — پکڑ لاتا ہون باقی دم ہے اگر
اگر ڈھونڈھ لاؤن نہ اسکو حضور — تو دلوائیے مجھ کو پھانسی ضرور
وہ مہلت کو پا کے چلا کوتوال — لگا کرنے تحقیق ہر اک سے حال
خبر جب گھڑی یہ محل مین ہوئی — تو مان اسکی سچ مچ کو مر ہی گئی
لگی پیٹنے لے کے بیٹی کا نام — ہوا کھانا پینا اسے سب حرام
تڑپتی تھی بسمل سی وہ ماہوش — چلے آتے تھے بس اسے غش پہ غش
اچھلتی مچھلی سی بیتاب وہ نیمجان — کہان تک کرون اسکے غم کا بیان
لگی رونے کر یاد ملکہ نگار — کہ کس نے بہن تجکو ڈالا ہے مار
کیا پیٹ کے اسنے سینے کو لال — دیے کھول رخسار پر اپنے بال
وہ رو رو کے بس بلبلانے لگی — طرح مچھلی کے تلملانے لگی
محل مین عجب طرح کا غم ہوا — کہون کیا کہ جس طرح ماتم ہوا
سوا غم کے کچھ بھی نہ وان بات تھی — نوین شب محرم کی وہ رات تھی
بہت بادشہ کو ہوا اسکا غم — نہوتا تھا غصہ کسی طرح کم
یہ کہتا تھا غصہ مین وہ آن کر — مقرر مین کاٹونگا خونی کا سر

گرفتار ہونا مرزا کا اور اقبال کرنا جرم کا

پلا ساقیا مجھکو لیکر شراب
کہ اُلٹام سے دل ہوا ہے کباب

فلک یان بدلتا ہے کچھ اپنے طور
کہ مرزا پہ آتی ہے آفت کچھ اور

وے لاگ مرزا کی اُس مین تھی
کہ تھی موت ملکہ کی یون ہی لکھی

لگا کرنے تالاش جب کوتوال
ہوا فکر سے بس عجب اُسکا حال

پٹارے بناتے تھے جتنے چمار
طلب اُنکو تھانے مین کر ایک بار

وہ سب موچیون کو پٹارہ دکھا
لگا پوچھنے ڈانٹ کر ہو خفا

تمھین اسلیے بس دکھایا ہے یہ
کہو سچ کہ کسکا بنایا ہے یہ

بدلوا چمار اُنمین سے بول اُٹھا
کہ تیار مین نے پٹارہ کیا

خداوند مین اور منوان تھا ساتھ
نبی بخش کے مین نے بیچا ہے ہاتھ

جمعدار بھیجا خفا اُس نے ہو
پکڑ لایا بس وہ نبی بخش کو

بساطی جو تھانہ مین آیا یہان
تو کرنے لگا ڈر کے وہ یہ بیان

خداوند مین کیا خطاوار ہون
جو ہو حکم کرنے کو تیار ہون

سُنا جبکہ اُسنے پٹارے کا حال
تو کرنے لگا عرض وہ پیر سال

عبث آپ ہوتے ہین مجھپر خفا
بڑا یان پہ تاجر جو ہے مصطفا

ہے اک اُسکے بیٹا جو مرزا علی
وہ رہتا ہے سوداگرون کی گلی

کہ مجھسے پٹارہ وہ ہے لے گیا
مجھے نقد قیمت ہے وہ دے گیا

گیا اُسکے گھر پہ جو خود کوتوال
تو حاضر ہوا سُن کے مرزا یہ حال

یہ کہنے لگا اُن سے وہ نوجوان
کہ کسواسطے آپ آئے یہان

گیا اُسکو تھانے مین لے کوتوال
لگا پوچھنے جب پٹارے کا حال

تو مرزا ذرا مُنھ سے بولا نہین
خموشی سوا لب کو کھولا نہین

مقرر وہ خونی اسے جان کے
پکڑ لے گیا پاس سلطان کے

یہ حاضر ہے خونی مین لایا اسے — بڑی جستجو سے ہے پایا اسے
اسے دیکھ سلطان نے ہو پر غضب — کیا اسنے تحقیق احوال سب
کیا اسنے اقبال خونی ہو نہین — پھنسا عشق مین دل جنونی ہو نہین
سبب ہین سے لے خداوند مارا اسے — اور جنگل مین لے جاکے گاڑا اسے
[illegible] ہے خون اسکا حضور — مجھے پھانسی بدلے مین دیجے ضرور
مین احوال ظاہر کرونگا نہین — اور تہمت کسی پر دھرونگا نہین
یہ جو کچھ کیا بس ہے مین نے کیا — گئی جان سے وہ مجھے غم دیا
سخن جب یہ مرزا نے حشمت سے کہا — تو سنتے ہی سلطان کو غصہ چڑھا
غضب ہو کے یہ حکم شہ نے دیا — کرو قید اسی نے ہے بس خون کیا
اسے جاکے رکھو حوالات مین — ملے کھانا اک بار دن رات مین
اسے پھانسی کل صبح کو دونگا مین — عوض خون کے خون بہاونگا مین
اور قرق کرو اس کے گھربار کی — کرو کوٹھیان بند سرکار کی
اور [illegible] مین اس شخص کے — فقط اک پہننے کو جوڑا اسے
انھین جاکے فوراً دو گھر سے نکال — کرو ضبط جتنا ہے سب انکا مال
ابھی جاکے ناظر یہ تعمیل کر — شتابی کرے آکے فوراً خبر

قرقی جائداد بحکم حاکم و واگذاشت بذریعہ وکیل

کہو [illegible] اے ساقی خوش گلو — ذرا آکے ناظر سے کر گفتگو
[illegible] باقی ہے کچھ نشے کا خمار — گلابی شتابی پلا ایکبار
[illegible] لین دھرون انپہ ہاتھ — کہ دون کچھ بیان مصطفےٰ کا مین ساتھ
گیا لے کے فرمان ناظر وہان — میان مصطفےٰ کا جہان تھا مکان

پیادے جو ہمرہ گئے بے شمار
ہر اک کام مین اپنے تھے ہوشیار

ہوئی جبکہ یہ مصطفے کو خبر
کہ غل شور ہے میرے دروازے پر

وہ واقف نہ تھا بالکل اس حال سے
خبر تھی نہ بیٹے کے اعمال سے

نکل آیا گھبرا کے جو مصطفے
نظر آیا ناظر اسے پر جفا

خوشامد سے کہنے لگا وہ غریب
زہے آپ آئے ہین میرے نصیب

ہے کیا حکم شہ جلد فرمائیے
جو ارشاد ہو وہ بجا لائیے

دکھایا جو فرمان سلطان کا
کہ ہو رنگ فق جس سے انسان کا

مجھے حکم ہے جا کے قرقی تو کر
ترا مال و دولت جو ہے سر بسر

زنانے کی دیکر کے تلاشیان
نکل آؤ دو چھوڑ اپنا مکان

فقط ایک کپڑا اپنا سا لو
اسیوقت گھر اپنا خالی کرو

کہا مصطفے نے عنایت کرو
مجھے تین گھنٹے کی مہلت جو دو

تو تحقیق کر لون مین یہ ماجرا
کہ کیون لوٹتے ہو یہ تم گھر مرا

مین کیا ایسا صاحب گنہگار ہون
بجا لانے کو حکم تیار ہون

زبردستی مجھ پر نہ اتنی کرو
قدم میرے گھر مین نہ اپنا دھرو

کہا پھر یہ ناظر نے او بے خبر
ابھی جلد خالی تو کر اپنا گھر

نہین ظلم سے مین جو پیش آؤنگا
زنانے مین تیرے مین گھس جاؤنگا

ذرا حلم کا کچھ نہین ہے خیال
بہت تجکو پیارا ہے عزت سے مال

سنا کیا نہین اپنے بیٹے کا حال
کیا خون ہے اسنے او پیر سال

کیا پھر مفصل سب اسنے بیان
تھا جو کچھ کہ احوال ملکہ جہان

یہ سنتے ہی غش کھا کے وہ گر پڑا
رفیقون نے فورا کیا پھر کھڑا

خوشامد بہت اسنے ناظر کی کی
اور رشوت بھی کچھ اسکو دینی کہی

ولیکن نہین مانا وہ سنگدل | نہ آنے دیا اسکو تھا متصل
وہ غش مین رہا اور یہ اندر گھسا | تھا کالے نے تاجر کو گویا ڈسا
ستم جاکے اندر وہ کرنے لگا | کہ ہاتھ عورتون کے پکڑنے لگا
لیا چھین زیور اور اسباب سب | الٰہی کسی پر نہ ہو یہ غضب
نکالا انھین گھر سے تھا اس طرح | غدر نادری مین ہوا جس طرح
جو گھر سے نہ نکلی تھین پردہ نشین | الٰہی وہ آفت مین کیسی پھنسین
وہ روتی چلین گھر سے بس زارزار | کنیزین بھی کرتین تھین غل بے شمار
نکل گھر سے ماں اسکی مسجد مین جا | گئی بیٹھ اک جا پہ مثل گدا
جو بیٹی تھی اک آمنہ اسکے ساتھ | محبت سے پکڑے ہوے ماں کا ہاتھ
وہ ہمشکل تھی نازنین نوجوان | کرون حسن کا اسکے کیا مین بیان
وہ کہتی تھی یون اپنے مل مل کے ہاتھ | ارے بھائی یہ کیا کیا میرے ساتھ
تری تو گئی جان ہم بھی گئے | رہے اس خرابی مین تو کیا رہے
وہ روتی تھی مل مل کے بس زارزار | بہت شہر مین اسکے تھے رشتہ دار
ولیکن نہ آیا کوئی اس گھڑی | کہ کیا ان بچارون پہ آفت پڑی
ذرا انکو آکر دلاسا تو دین | کہ صاحب نہین فکر اتنی کرین
نہ جھونٹو کہا گھر ہمارے چلو | جو کچھ تمکو درکار ہو ہم سے لو
کہون عدل کیا تم سے مین باربار | ہین دنیا مین دولت کے سب رشتہ دار
پڑوس اسکے رہتے تھا جن جو تھے | وہ سب حال دیکھ اسکا ہنسنے لگے
بڑا نام رکھتا تھا بس مصطفا | پڑوسی تھے دونون جو اس سے خفا
جو بےحرمت اسکے زنانے ہوے | تو ہمسایہ مین ناچ گانے ہوے
نہ سمجھے کہ اپنا بھی ہوگا یہ حال | گرستی کا باندھے تھے وہ بھی تو حال

ہر اک شخص ہوتا ہے پیچھے خراب — حسن نے کہا شعر ہے لاجواب

کسی پاس دولت یہ رہتی نہین — سدا ناؤ کاغذ کی بہتی نہین

ہوا جب کہ برباد سب اُسکا گھر — وکیلون کو دیجا کے اُسنے خبر

وکیل ایک تھا وان یہ جو جاکس — گیا پاس اُسکے وہ شیرین سخن

کہا اُسنے اپنی مصیبت کا حال — تو سنکر ہوا غم اسے بھی کمال

وہ تھا مرد عاقل بہت رحم دل — بٹھایا اُسے کرسی پر متصل

غریبی پہ جو اُسکی رحم آگیا — تو صاحب نے یہ مصطفےٰ سے کہا

رہائی مین اُسکی کرا لاؤنگا — ابھی جاکے قرقی چھڑا لاؤنگا

گیا وہ عدالت مین شیرین زبان — لگا کرنے قانون صدہا بیان

یہی پہلے اُسنے وہان بحث کی — کہ کس طرح سے اسکی قرقی ہوئی

نہین پیشتر حکم کچھ چیز ہے — مقدمہ ابھی زیر تجویز ہے

عدالت ابھی حکم ناظر کو دے — رہے قرقی موقوف تا فیصلے

سوال ایسے کرتا تھا قانون دان — کہ آتے تھے حیرت مین پیر و جوان

پیے تھا جو قانون کی وہ شراب — کیا شاہ کو ہر طرح لاجواب

ہر اک طرح قرقی کو موقوف کر — خوشی سے چلا جاکس اپنے گھر

اٹھی ہر طرف مرحبا کی صدا — کیا شکریہ مصطفےٰ نے ادا

جانا حوالات مین اور ملاقات ایمن چند سے

پلا ساقیا مجھکو اب شام مین — نہ لونگا مین ہرگز جو دیتا ہے چین

گیا جب حوالات مین وہ قمر — ہوئی اُسکے آنے کی سبکو خبر

وہ تھی جیلخانہ مین قیدی جو اور — لگے پوچھنے سب محبت کے طور

کہ تم آج صاحب کہان آئے ہو — اور کس جرم کی کیا سزا پائے ہو
تمھارے تو لائق تھا یہ گھر نہین — بھلے آدمی آتے ہین یان کہین
مصیبت کہو کیا ہے تم پر پڑی — جو ایسی سزا تمنے پائی کڑی
یہ سنتے ہی بولا وہ مرزا علی — مجھے موت ہے زندگی سے بھلی
کہون یار کیا تم سے مین اپنا حال — کہ سننے سے ہووے گا تمکو ملال
مری ہاتھ سے میرے ملکہ جہان — کرونگا مفصل نہ اسکا بیان
مقدمے کا اثبات مجھ سے ہوا — مقدر مرا جاگ کر سو گیا
کہا اُسنے میری قضا آئی ہے — وہی اس جگہ کھینچ کر لائی ہے
مین کچھ اپنے مرنے سے ڈرتا نہین — جو ڈرتا تو پھر ایسا کرتا نہین
نہین مجھکو مرنے کا ہے کچھ ملال — یہ رہ رہ کے آتا ہے دلکو خیال
کہ رہتے ہین آپس مین ہم چار یار — اُنھین دیکھ لیتا جو مین ایکبار
نہ کرتا مین زنہار مرنے کا غم — کہ ہون عشق مین اپنے ثابت قدم
مین جینے سے ہاتھ اپنے بس دھو چکا — جو ہونا تھا قسمت مین وہ ہو چکا
ذرا اپنے یارون کو مین دیکھ لون — خدا کی قسم پھر خوشی سے مرون
وہ تھا بندی خانہ محل کے قریب — کہ رہتے سدا اُسمین تھے بدنصیب
دریچے مین بیٹھے تھے سلطان ہان — سنی اپنے کانون جو یہ داستان
لگے کہنے بل بے محبت تری — جو اسوقت مین یاد اُنکی ہے کی
ارادہ یہ سلطان نے دل مین کیا — کہ دیکھون محبت مین خود اُنکی جا
مین دیکھون گا کیسے بڑے یار ہین — کہ مرنے کو بھی ہوتے تیار ہین
یہ سوچا کہ دیکھون گا خود آپ جا — کھلے گا مفصل نہ میرے سوا
کیا اپنے پھر دل مین سلطان نے غور — بنائی جو صورت پیادون کے طور

ہوا جب مسلح کمر باندھکر — کسیکا نہ رکھتا تھا وہ دل مین ڈر
کہا شاہ نے تھام مرزا کا ہاتھ — کہ ہے حکم سلطان تو چل میرے ساتھ
جسے تو کہے چل ملا لاؤن مین — جو کچھ کہا ہو کھانا کھلا لاؤن مین
کہا اسنے یارون کے گھر جاونگا — جو ہے حکم شاہی بجا لاؤنگا
پکڑا اس سپاہی نے مرزا کا ہاتھ — چلا لائے کے یارون کے گھر اپنے ساتھ
ابھین چند کے پہلے پہونچا وہ گھر — ہوئی اسکے آنے کی اسکو خبر
شتابی سے آنکھ لگکے مل گیا — خوشی سے طرح پھول کے کھل گیا
محبت سے بٹھلایا مرزا کو پاس — جو دیکھا بہت اسنے اسکو اداس
لگا پوچھنے یار کیسا ہے حال — اور ہے کسلیے دل کو تیرے ملال
کیون اسوقت آیا ہے تو میرے پاس — اور ہے کسلیے تیرا چہرہ اداس
سپاہی یہ کسواسطے ساتھ ہے — اور پکڑے ہوئے تیرا کیون ہاتھ ہے
طرح قیدیون کے تو آیا ہے یان — مفصل تو کر میرے آگے بیان
کہا اسنے رو رو کے احوال سب — ارے یار مجھپر پڑا ہے غضب
مرے ہاتھ سے شاہزادی موئی — اور یہ سب خبر شہ کو ظاہر ہوئی
گنہگار مجکو پکڑ کر گیا — اور پھانسی کا ہے حکم مجکو دیا
تو کل پھانسی پاؤنگا اے یار مین — خوشی سے ہون مرنیکو تیار مین
نہین مجکو مرنے سے کچھ اپنے ڈر — کہ مرکے تو دیکھونگا وہ سیمبر
کیا مین نے جو کچھ سو پایا ابھی — نہ لے عشق کا نام اب کوئی بھی
مجھے مرنے کا کچھ نہین ہے خیال — لیا دیکھ یارو نکا مین نے جمال
ابھین جب گھبرا گیا سنتے ہی — اور یہ بات مرزا سے اسنے کہی
ارے یار کیون فکر کرتا ہے تو — اور کسواسطے دل مین ڈرتا ہے تو

گوارا بھلا ہوگا یہ کب مجھے
کہ جیتے مرے کوئی مارے تجھے

نہ کر اپنے دل مین ذرا تو خیال
کرونگا مین صدقے کرورونکا مال

لگا دونگا جاکر جواہر کے ڈھیر
اور دیدونگا فورًا کرونگا نہ دیر

مرے پاس موجود ہے کوہ نور
مین سلطان کو دونگا مع کوہ طور

دکھایا اُسے اپنا صندوق کھول
کئی بادشاہت ہے بس اُنکا مول

کبھی بادشہ نے نہ دیکھا کبھی
عوض مین ترے شہ کو دونگا ابھی

یقین ہے خوشی ہوکے لے لینگے وہ
رہائی تری یار کر دینگے وہ

اور اسپر نہ مانینگے اے میرے یار
تو کہتا ہون مین تجھ سے یہ بار بار

ہین اس شہر مین جوہری پانچہزار
مرے حکم کے ہین وہ سب تابعدار

اکیلا نہ مرنے مجھے دینگے وہ
ترا بوجھ گردن پہ بس لینگے وہ

نہ کر اپنے مرنے کا تو کچھ خیال
یہ میرا ہے موجود سب جان و مال

مین دیدونگا بدلے ترے اپنا گھر
ارے یار اب یان تو آرام کر

یہ کی بات مرزا نے بس اُسکے ساتھ
مرا بچنا ہے اب خدا ہی کے ہاتھ

کہ ہو جس مین بہتر وہی کیجیو
و لے جان اپنی نہ تو دیجیو

ملاقات ان دونون سے بھی کرون
کہ شاید بچون یا صبحکو مرون

ملاقات شہ میر خان

بلا ساقیا کوئی قاتل سا جام
پڑا ہے سپاہی سے اب مجھکو کام

یہ کہکر گئے وان سے دونون جوان
کہ رہتا تھا جس جا پہ شہ میر خان

ہوئی اُنکے آنے کی اُسکو خبر
شتابی سے نکلا وہ شیر ببر

پکڑ ہاتھ گھر مین اسے لیچلا
کہ اس وقت آیا ہے تو کیون بھلا

سپاہی نے جانے سے روکا اُسے — تو دل مین ہوا بسکہ دھوکا اُسے
کڑی ہی گفتگو کی پیادے کے ساتھ — مین کہتا ہون تو چھوڑ دے اسکا ہاتھ
جو کچھ تمکو کہنا ہے مجھ سے کہو — مرے یار سے بس مزاحم نہ ہو
تو ہے کون مجکو بتا تو شتاب — نہین تو زیادہ کرونگا خراب
کہا اُسنے تمکو نشان اپنا دون — مین سردار چھٹے رسالہ کا ہون
کہ ہون اردلی خاص کا مین جوان — اور ہے نام بس میرا رحمان خان
مجھے شیخ سید تو مت دلمین جان — کہ ہون قوم کا یار مین بھی پٹھان
ستم بے سبب اسپہ کرتا نہین — مین دھمکی سے کچھ تیری ڈرتا نہین
یہ قیدی ہی تو ملزم گنہگار ہے — کہ اسکے لیے دار تیار ہے
مین بس حکم سلطان سے آیا ہون یان — جو قیدی کو ہمراہ لایا ہون یان
اگر تجکو کرنا ہے تو کرلے بات — زیادہ نہ کر گفتگو واہیات
یہ سنتے ہی غصہ مین وہ بھر گیا — بقولِ حسن جیتے جی مر گیا
حکومت کا تمہا زور اُسکو بڑا — ہوا زرد وہ بس سنبھل کے کھڑا
رکھا اُسنے قبضہ پہ جو اپنا ہاتھ — کہا دیکھ کرتا ہون کیا تیرے ساتھ
جدا تن سے کرتا ہون مین تیرا سر — سزا دیتا ہون تو ذرا صبر کر
ہوے دونون لڑنیکو تیار جب — بہت اُسکو مرزا نے سمجھایا تب
ارے یار ایسا ستم تو نہ کر — نئی مجھ پہ علت کی تہمت نہ دھر
مری جان تو ہے عاقل وہوشمند — کہ یہ شخص ہے حکم کا پابند
اسے حکم سلطان سے جیسا ملا — اُسی کے بموجب جوان یہ چلا
بھلا کس طرح خونی کو دے یہ چھوڑ — اور لے حکم حاکم سے منھ اپنا موڑ
تو زنہار اس سے مزاحم نہو — مین کہتا ہون سن عقل اپنی نہ کھو

اُسے اپنی باتون سے ٹھنڈا کیا
لگے بیٹھ کرسی پہ دونون جوان
یہ سنتے ہی احوال شیر خان
نہ مرنے کا کرنا تو اسنے خیال
مرے دادا ایران سے آگئے تھے
بلاتو بچپنا نہ کا یان اُنکو کام
فتح ملک یان آہزار دون کیے
جب ہی سے مرے گھر مین یہ کام ہے
کبھی اک لڑائی ہون مین بھی لڑا
فتح جب کہ مین نے سنگھارا کیا
کہ مین سو برس سے نمکخوار ہون
بہت عزت اور میری توقیر ہے
اور عادل بھی ہے بادشہ یہ بڑا
مقدمہ سُنے گا جو وہ صاف صاف
صبح کو مین عرض اور معروض کر
دون شہ سے ایسے مین شیرین کلام
یقین ہے کہ تیرا خدمت مری
اگر کرنے سے چھوڑ دینگے تجھے
مین تو یہ کرتا ہون اقرار مین
کہ کل مرے تو بونکے ہونگے اُدھر
رہونگا وہان مورچہ پہ مین آپ

سپاہی کو بھی کچھ دلاسا دیا
کہا نامرادی کا اُسنے بیان
لگا کہنے سنتا ہے اے میرجان
کہ کہتا ہون مین تجھسے اب اپنا حال
بلانے سے تشریف وہ لائے تھے
کہ رستم دلاور خان تھا اُنکا نام
بہت بادشہ زیر فرمان ہوے
بزرگون سے لے آجتک نام ہے
کسی بادشہ سے نہ ہرگز ڈرا
لقب شہ کا سلطان نے مجکو دیا
اور پھر جان دینے کو تیار ہون
کہ دی بادشہ کی یہ شمشیر ہے
مقرر مین لاؤنگا شب کو چھڑا
گنہ تیرا فوراً گرے گا معاف
دھرونگا جو سلطان کے قدمون پہ سر
جسے ڈنک ہون سنکے ہر خاص و عام
وہ کر دینگے بیشک رہائی تری
تو اپنی غلامی مین لین گے تجھے
کہ ہون جان دینے کو تیار مین
محل شاہ کا ہے قلعہ مین جدھر
پھرونگا مین ہاتھون کے اپنے اب

قلعہ اسکا بالکل اڑا دونگا مین — غدر ملک بھر مین مچا دونگا مین
کرونگا وہ سر توپین دن رات مین — کہ گردونگا گولون کی برسات مین
یہی حکم بس اردلی کو دیا — طلب اپنے سب افسرون کو دیا
دیا حکم آکر کے ان کو طلب — کہ صبح کو رہے فوج تیار سب
بڑی کل مہم ایک درپیش ہے — بہت فکر سے دل مرا ریش ہے
کرو مورچے جا کے تیار تین — جو درکار ہو تمکو لو سیکڑین
دو سہین گھوڑچڑھی توپین جتنی یہان — لین مجھکو تیار وہ سب وہان
ہے جو فوج رومی فرنگی و روس — سبھون کو ابھی بانٹ دو کارتوس
رسالہ مین بھی جا کے کہہ دو پکار — کہ حاضر رہین لین مین سب سوار
کیا سب جو ہے حکم کل دونگا مین — جو منظور ہے کام وہ لونگا مین
کہا فکر کچھ اپنے دل مین نکر — خوشی سے تو سو پاکے جا اپنے گھر
کہا اسنے میکو کے گھر جاؤنگا — ملاقات اس سے بھی کر آؤنگا

ملاقات کرنا میکو گھسیارہ سے اور گرفتار ہونا میکو کا

پلا جلد ساقی مجھے پوٹ وین — کہ ہو جس مین میرے کلیجے کو چین
مرا جام کر دے تو آب سے لال — مجھے یان پہ لکھنا ہے میکو کا حال
وہ تھا چا یارون مین سب سے غریب — جسے روٹی مشکل سے ہوتی نصیب
کہ دنیا کی دولت نہ تھی اسکے پاس — فقط اپنے خالق سے رکھتا تھا آس
گئے اسکو سنکر لیئے میکو جب گھر — ہوئی آنکے آنے کی اسکو خبر
ملا اسطرح اسنے وہ یار سے — ملے جس طرح کوئی دلدار سے
نہ تھی گھر مین موجود ٹوٹی بھی کھاٹ — پرانا بچھا اک دیا اسنے ٹاٹ

پکڑ ہاتھ چھپر مین لایا اُسے
قضارا بکی تھی نہ اُس روز گھاس
شتابی سے لوٹیا وہ ٹھیا کو لے
گرو آٹھ آئے یہ اُسکے کیا
وہ لیکر مٹھائی رکھی روبرو
مورے بھائی پہلے اسے کھائی لیو
یہ کہنے لگا جوڑ کر اپنے ہاتھ
تو لاچار مرزا کو کھانا پڑا
جو میکو نے کھانا کھلایا اُسے
یہ سن حال غیر اُسکا بس ہوگیا
لگا کہنے موچھوں پہ دیکر وہ تاؤ
کہ ڈاروں سر واکو ابھین مین مار
بتا تو یہ سارا ہے کو ساتھ مین
تو دیکھ اپنی انکھن ہون کیسا گنوار
یہ کہہ ڈانٹ کر بس پکارا اُسے
گیا بھیتر سے کو بدل کر بچا
کیا اپنے دلمین یہ سلطان نے غور
کہاں عقل کو اپنی ہیں دیجیے کام
یہ جاہل ہے بالکل اناڑی گنوار
اسے دھوکا اسدم دیا چاہیے
کیا دوسرا جیکہ میکو نے وار

خوشامد سے اُس نے بٹھایا اُسے
نتھی ایک کوڑی بھی بس اُسکے پاس
کہا چاہتا جن سے کچھ سب کو دے
اور حلوائی سے جا کے پیڑا لیا
اور کی اپنی بولی مین یہ گفتگو
تورے ساتھ جا کر ہے اوہکا بھی دیو
کہو بات کچھ کہیون مین تورے ساتھ
رہا میکو اُس جا ادب سے کھڑا
تو حال اُسنے اپنا سنایا اُسے
جو تھا عقل اور ہوش سب کھو گیا
وہ ہے کون سارا تو موہکا بتاؤ
اور پھر مار اوہکا اتر جاؤن پار
سبھا کچھو لیا لیے ہاتھ مین
کہ اہکا تو ابھین مین ڈارت ہون مار
لو بندہ اُٹھا ایک مارا اُسے
ہوا وار خالی تو پیچھے ہٹا
بہت سے طرح اسکے بدلے مین طور
نہین اُس کے لڑنے مین بس ہوگا نام
بلاشک ابھی مجکو ڈالے گا مار
اور پھر کام اپنا کیا چاہیے
تو سلطان نے اُس سے کہا یہ پکار

ارے بھائی کیا مین گنہگار ہون
یہ جو کچھ کیا بادشہ نے کیا
اگر بدلہ لینا ہے تو اُس سے لے
کہ ہون مین سپاہی نہایت غریب
بس انصاف دل مین کیا چاہیے
ملا یا ہے مین نے تجھے یار سے
کہون کیا کہ باتون مین وہ آگیا
لگا کہنے مرزا سے وہ بے شعور
اُٹھو تو یہین دیکھ جاتا ہون مین
کہ تم دونون یان چپکے بیٹھے رہو
شتابی سے ہنسا کر مین جاؤنگا
وہ رسی کو لیکر شتابی چلا
محل بادشاہی کے نزدیک جا
مکان اک طرف اُسنے دیکھا جو بند
اُسی کے سہارے سے اوپر گیا
وہ ہر جا لگا ڈھونڈھنے شاہ کو
بہت عورتین دیکھین وان سربسر
یہی دلمین کی اُسنے تجویز غور
یہ سوچ ایک کمرے کے اندر گھسا
کہ خواجہ سرا ایک سوتا تھا وان
وہ سمجھا کہ بس بادشہ ہے یہی
مگر حکم سلطان سے لاچار ہون
اُنھین نے بس حکم ایسا دیا
ارے یار ہمکو تو رحمت نہ دے
بیان کیا دکھاتی ہین میرے نصیب
اور انعام مجکو دیا چاہیے
کوئی ٹل بھی سکتا گنہگار ہے
کہ دھوکا سپاہی کا بس کھا گیا
محل شاہ کا یان سے ہے کتنی دور
ابھی کاٹ سر اوسکا لاتا ہون مین
کسی سے نہ یہ بھید ہرگز کہو
اورلی گوہ اک راستے سے پکڑ
اُسی تاب یارو کہان تھی بھلا
کھڑا ایک موقع سے جا کر ہوا
اُسی سمت کو جاکے پھینکی کمند
وہان ایک کونے مین جا چھپ رہا
یہ ڈر تھا نہ بھولون کہین راہ کو
نہ آیا کوئی مرد اُسکو نظر
کہ سوتا نہ ہو وہ کہین دیکھون اور
کسی جا پہ چھپ کر کھڑا ہو رہا
نظر آگیا اُسکو وہ نا گمان
اسی نے سزا یار کو میرے دی

لیا کاٹ سنیا سے بس اُس نے سر
یہ لے اُسکے سر کو چلا اپنے گھر
کہا آکے مرزا سے اُس نے پکار
تو یہ دیکھ لایا ہون مین اُسکا سر
لگا کہنے سر دیکھ مرزا علی
دیا حکم جسنے وہ ہے دوسرا
یہ احوال سن ہو گئے سلطان خفا
کہا میکو نے کچھ نہ اندیشہ کر
قسم اپنی گنگا کی کھاتا ہون مین
عدالت مین بیٹھے گا جس وقت آ
کہ مردون نے جو کچھ زبان سے کہا
کہا اُس سے میکو نے جا اپنے گھر
گئے بادشہ لے کے مرزا کو ساتھ
بہت اس سے رہنا خبردار تم
طلب جب کرین اُسکو سلطان وہان
وہ دیکھا آئے تھے اپنی آنکھوں حال
گرفتار اسکو کیا چاہیے
رسالہ حفاظت کا تھا اک فرنگ
دیا حکم یہ اُس کے کپتان کو
کہا جا تو فوراً فلانے مکان
شتابی گرفتار کر اُسکو تو

نہین اُسکو مطلق ہوئی کچھ خبر
اُسی راہ سے نیچے آیا اتر
کہ دشمن کو تیرے مین آیا ہون مار
اور فوراً دیا سامنے اسکے دھر
نہ کی بات میکو یہ تو نے بھلی
یہ نوکر اُسیکا ہے خواجہ سرا
کرین گے ستم اور مجھ پر سوا
کچہری مین کاٹون گا کل اُسکا سر
اور بیڑہ ابھی سے اُٹھاتا ہون مین
اُسی وقت مارونگا مین اُسکو جا
کوئی لاکھ روکے کرین کب بھلا
صبح تک سکو اسکی ملے گی خبر
کہا پاندو داروغہ تو اسکا ہاتھ
وڈرا ہونا غافل نہ زنہار تو
تو ہونا اسے لے کے فوراً روان
تو میکو کا تھا بادشہ کو خیال
خبرداروں کی پھر لیا چاہیے
تھا کرنیل اُسکا جو شمشیر جنگ
عزیز اپنی سمجھو نہیں جان کو
اور بتلا دیا میکو کا نام و نشان
نہ کر دیر ابھی جا کے کر جستجو

یہ سنتے ہی فوراً بگل اُسنے دے | گیا واں وہ اپنے رسالہ کو لے
لیا گھیر جاتے ہی بس گاؤن کو | ہٹایا نہ پیچھے ذرا پاؤن کو
رسالہ نے گھیرا جو اُسکا مکان | ذرا حال میکو کا سنیئے بیان
کہین سے لے آیا تھا تیغ دو سنہ | نہایت وہ خوش تھا اُسے دیکھکر
یہ کہتا تھا دل مین کہ کل جاؤنگا | مین کردار اپنا نکل آؤنگا
کرونگا جو اک ہاتھ مین اُسکا کام | تو ہوگا بہت میرا دنیا مین نام
اسی فکر مین تھا یہ بیٹھا ادھر | کہ اتنے مین دوڑ آن پہونچی اُدھر
لیا فوج نے گھیر اُسکا گھر | وہ مطلق نہ رکھتا تھا اسکی خبر
لیا اُسکو دھوکے مین جا کر پکڑ | شتابی سے دین دونون مشکین جکڑ
نکال اُسنے چاہا کہ شمشیر لون | اور اک ہاتھ سردار کے پہلے دون
ولیکن نہ اُسکو سنبھلنے دیا | بڑے ظلم سے جا کے قابو کیا
پکڑ وہ گیا شاہ کے جب حضور | کہا رکھو قید اسکو بیجا کے دور
بڑے جیلخانے مین لے جائیو | کٹہرے مین بند اسکو کروائیو
حفاظت کو اک اسکی کرنیل جائے | کسی طرح جسمین یہ نکلنے نہ پائے
رہین کمپنی اسکے پہرے پہ تین | کہ ایسا نہ ہو کوئی لیجائے چھین
طلب جب کرون باندھکر اسکا ہاتھ | تو کرنیل لاوے اسے اپنے ساتھ
کیا بندوبست اُسنے بس سربسر | بہت دل مین رکھتا تھا میکو کا ڈر
غرض بادشہ جو محل مین گئے | نہ خواب آیا میکو سے ڈرتے رہے

بادشاہ کا دربار عام اور مقدمہ کا آغاز

کدھر ہے تو اے ساقی سبز رنگ | مجھے مے کے بدلے پلا میٹھی بھنگ

چڑھے اس نشہ کی جو تجھ کو ترنگ
ہوا روز روشن گذر شب گئی
کیا نوش خاصہ کو پڑھ کے نماز
کہ آئے عدالت مین سلطان جب
ہوا پیش پرچہ یہ اخبار کا
یہانتک ہوا نشہ سے ہے برخلاف
نہ چھوڑین جو سلطان مرے یار کو
ہین توپون کے مہرے طرف قلعہ کے
کہ توپون یہ روشن ہین جتنا بیان
سُنائی یہ آ دوسرے نے خبر
مکان گھیرے ہین جو ہری یا نجہزار
لیے ہین جواہر کے وہ پوٹلے
اہین چند اُن سب کا سردار ہے
یہ کہتا ہے کچھ عرض رکھتا ہون مین
خبر تیسرے نے یہ آکر کے دی
اور حاضر ہین تاجر بھی یان دس ہزار
دوکانین ہر اک کار کی بند کر
پڑا شہر مین آج ہرتال ہے
یہی کہتا ہے شہر بھر بدملا
اگر بادشہ یون کرینگے ستم
اور کہتا ہے بس صاف یہ مصطفا
سُناؤن تجھے پھر نیا رنگ ڈھنگ
کچہری مین سلطان کی آمد ہوئی
نہان رکھا مرزا کا سبنے راز
ہوے آکے حاضر بھی مجرائی سب
کہ شہر میر خان آج باغی ہوا
خلاصہ وہ کہتا ہے یہ صاف صاف
اُڑا دونگا سب شہر و بازار کو
کھڑے افسر ہین اپنی فوجین لیے
خداوندا آگے کرون کیا بیان
کہ اسوقت ہے شہر مین شور و شر
مچاتے ہین وہ شور و غل بے شمار
اور آتے ہین بیخوف سیدھے چلے
بڑا عقلمند اور ہوشیار ہے
ضرور اُسکو بلوا کے حضرت سُنین
مین کرتا ہون کچھ عرض سنیے ذری
وہ کرتے ہین فریاد سب ایک بار
چھپے گھر مین بیٹھے ہین سب پیشہ ور
کہ حضرت رعیت کا یہ حال ہے
نہین کام کرتے ہین حضرت بھلا
تو بس شہر دیوینگے یہ چھوڑ ہم
خداوند ہون چاہین اسمین خفا

سزا میرے بیٹے کو جو دینگے وہ
نتیجہ برا اُسکا بھر لینگے وہ

ابھی لارڈ لیٹن بہادر کے پاس
حقیقت کرونگا مین جا التماس

سُنا جبکہ سلطان نو سب کا خال
کیا دل مین کچھ بھی نہ اسکا خیال

دیا حکم داروغہ کو جلد جا
کہ تینون کو سمجھا کے یان پر لے آ

یہ کہیو کہ سلطان جو ہووینگے شاد
تو پاؤگے انصاف سے اپنی داد

وہ فریادی تینون جو حاضر ہوے
تو فرمایا سلطان نے کرنیل سے

کہ یہ تینون آتے ہین جسکو کولا
اور عزت سے دے کرسیو پر بٹھا

اسے جسمے مقرر کیے اُس نے تین
جو تھے ایلچی عقلمند اور ذہین

تھا بنگالہ کا ایک نیجب با
سوم وہ رزیڈنٹ ملکہ کا تھا

اور کپتان مرزا کو لایا وہان
تھا ساتھ مین تلوار و نکے نوجوان

کہ حاضر ہوا جبکہ مرزا علی
جگہ بھر کٹہرے مین اُسکو ملی

تھا زیور اُسے طوق و زنجیر کا
اور سایہ بھی تھا سر پہ شمشیر کا

بساطی و سپلیح و بد لوچار
ہوے اُنکے اظہار جو ایک بار

بساطی نے مرزا کو ملزم کیا
اسی شخص نے تھا بیٹا رولیا

رہائی سُن اظہار تینونکی اگی
فقط اسنے مرزا پہ تہمت رکھی

بحث و بریت ملزم

کدھر ہے تو اے ساقیا کم ہیر
مین طالب ہون تیرا او مائی ڈیر

پلا مجکو اک جام بھر کر بیر
کہ بے کس کا احوال آیا نیر

جو آیا عدالت مین جی جاکسن
تھا بے مثل اتنا وہ شیرین سخن

رچی ماٹرسن سے نسبت مین دون
کہ او ورف اڈیس مین اسکو کہون

جو ہو سامنا سر بلنٹین سے
کھڑا جو ہو آکے اجلاس پہ
یہ کرتا ہے صدہا وکیلون کو بند
کسی طرح اس سے نہ پیش آئینگے
مقدمہ کا ظاہر تھا سب اسکو حال
کہ کس جرم کا یہ گنہگار ہے
دفعہ کون سی اسپہ قائم ہوئی
تھی شہ کے وکیلون کو مرزا سے کد
کہا جا کسن نے کہ اظہار وہ
خبردار کہنا نہ ہرگز خلاف
تو مرزا نے سنتے کیا یہ بیان
خداوند میں اپنا کہتا ہون حال
گیا ایکدن میں جو سوے چمن
قضارا نظر میری اوپر پڑی
نظر آیا مجھکو جو اسکا جمال
کہ بس وان پہ کچھ اپنا چلتا نہ تھا
تو مایوس وان سے چلا اپنے گھر
میں ہر روز پھر وان پہ جانے لگا
اور وہ بھی مجھے دیکھ جاتی تھی روز
کہون ایک دن کا میں کیا ماجرا
چرا آئی غنچہ تھی اک میرے پاس

نہ ہرگز جواب اسکو وہ دیسکے
گئے سب وکیل اس سے سلطان کو ڈر
نہایت ہے قانون دان عقلمند
مقدمہ نہ سرسبز کرپائینگے
بس آتے ہی اسنے کیا یہ سوال
جو تیار اسکے لیے دار ہے
سنون میں بھی کس طرح ملکہ موئی
لگے کہنے قائم ہے قتل عمد
جو ہے حال مرزا وہ سچا کہو
بتادو حقیقت جو ہے صاف صاف
نئے سر سے کہنے لگا داستان
خطا بخشیے اور نہ کیجیے ملال
وہان ایک دیکھی پری سیمتن
تو کوٹھے پہ اک نازنین تھی کھڑی
کہون کیا کہ جو کچھ ہوا میرا حال
کسی طرح سے دل سنبھلتا نہ تھا
رہی تن بدن کی نہ مجھکو خبر
نظر اس پری سے لڑانے لگا
جمال اپنا مجھکو دکھاتی تھی روز
کہ تھا میں چمن کی روش پر کھڑا
ارے دیکھ بس اسکو ہوش و حواس

گئی پوچھ سب میرا نام و نشان
مجھے لے گئی دوسرے کون وہان
وہان کا مین احوال کیونکر کہون
رہا دو مہینے مین اس جا مقیم
نہان رہتا تہخانہ مین تھا مدام
سنی جبکہ بیگم نے اڑتی خبر
لگی کہنے مجھسے کہ یہ ملکہ جہان
مین کہتی ہون لیچل مجھے اپنے ساتھ
خداوند گستاخی کیجیے معاف
مین اسکا دل و جان سے تھا غلام
کہا مین نے چلنے کو تیار ہون
یہان سے کہو کس طرح جاؤگی
تو اسنے نقب اک دکھائی مجھے
نکلتے ہی باہر گئے بس حواس
یہ سوچا کہان اسکو لیجاؤن مین
کہ ہے یار میرا جو شہ میر خان
مین واقف تھا وہ میرا صادق ہے یار
غرض لے گیا مین جو اسکے مکان
فقط اسکی بی بی اکیلی تھی
مری اسنے خاطر کی بس اسطرح
جگہ اپنے گھر مین رہنے کو دی
کہا پھر ملونگی مین تجھکو یہان
کہ جس جا پہ رہتی تھی ملکہ جہان
جگہ شرم کی ہے بہت چپ رہون
نہ واقف ہوئی صبح تک کی نسیم
سوا عیش و عشرت نہ تھا میرا کام
تو پیدا ہوا دل مین ملکہ کے ڈر
کہ بہتر نہین اب ہے رہنا یہان
اگر چھوڑ دینا تو میرا ہاتھ
مین کہتا ہون احوال اب صاف صاف
نہ زنہار بس کرسکا رد کلام
کہ ہر طرح سے فرمان بردار ہون
خواصون سے کب چھوٹنے پاؤگی
اسی راہ سے وہ لے آئی مجھے
سواری نہ رکھتا تھا کچھ اپنے پاس
اور پوشیدہ کس جا پہ بٹھلاؤن مین
ارادہ کیا چلیے اسکے مکان
کرے گا نہ انکار وہ زینہار
نہ تھا گھر مین اسوقت شہ میر خان
جو دیکھا کہ آیا ہے مرزا علی
کہ دیور اور بہاوج ہون بس جسطرح
خبر میری ہر طرح سے اسنے لی

تھکے تھے جو ہم راہ کے بے شمار
وہان طاق مین رکھی تھی اک چھری
کلیجے پہ اُس کے جو آ کر گری
کہون کیا کہ جو کچھ ہوا میرا حال
یہ چاہا کہ مر جاؤن مین اُسکے ساتھ
نہ ہرگز مجھے اُسنے مرنے دیا
کہا اُسنے لا اک پٹارہ شتاب
مین لایا پٹارہ تو اُسنے کہا
خداوند کچھ مین نہین جانتا
ولیکن یہ اقبال کرتا ہون مین
کہا شہ سے مرزا نے یہ برملا
نہین بے سبب ننگ و رسوائی ہے
اگر دیدہ بازی کا ہوتا نہ شوق
جو ہوتی نہ کوٹھے پہ ملکہ کھڑی
خطا ہے بس آنکھو نکی جو جا لڑین
یہ کہکر کے مرزا ہوا جو خموش
لگا کہنے ظالم غضب کیا کیا
وکیلون کا کیا زور ہے پھر کہو
کہا مصطفٰے نے جو رو رو زار زار
جناب آپ ہووین نہ اتنے ہراس
ہین موجود ہم تم نہ حیران ہو

تو جاتے ہی وان سو رہے ایکبار
خدا جانے کس طرح سے وہ گری
اسی زخم سے حیف ملکہ مری
کہ سننے سے حضرت کو ہوگا ملال
لیا یار نے بس پکڑ میرا ہاتھ
مرا بوجھ سب اپنے سر پر لیا
زیادہ نہین ہے ٹھہرنے کی تاب
شتابی سے تو یار گھر اپنے جا
مرے بعد اس شخص نے کیا کیا
نہین تہمت اوروں پہ دھرتا ہون مین
کہ ہے ایسے جینے سے مرنا بھلا
سزا اپنے اعمال کی پائی ہے
تو پڑتا گلے مین نہ ذلت کا طوق
تو کیون پڑتی ہاتھون مین یہ ہتھکڑی
انھین کے سبب بیڑیان ہین پڑین
تو بس اُڑ گئے اُسکے والد کے ہوش
جو اقبال اظہار مین کر دیا
جو خود منہ سے اقبال مجرم کا ہو
تو کہنے لگے اُس سے مرزا کے یار
وہ خالق رحیم ہے رکھین اُس سے آس
مقدمہ کی روداد تو دیکھ لو

ثبوت اسکے جب خون ہو جائیگا
کرین گے جو کچھ ہم سے بن آئیگا

بیان جبکہ مجرم کا سب ہو گیا
یہ سلطان نے شہ میر خان سے کہا

مفصل مرے سامنے کر بیان
تری بھی عجائب ہے اک داستان

یہ کس واسطے تو نے ایسا کیا
قدم کیون بغاوت مین اپنا رکھا

کھڑا ہو گیا سنکے شہ میر خان
اطاعت سے کرنے لگا یون بیان

خداوند بیشک گنہگار ہون
ولے سو برس سے نمک خوار ہون

مرے دادا جسطرح تھے خیر خواہ
مین کہتا ہون اے شاہ گیتی پناہ

اسی طرح مین بھی نمکخوار ہون
فدا جان کرنے کو تیار ہون

جہان مین ہے واقف ہر اک خاص و عام
ہمیشہ سے حضرت کا ہون مین غلام

یہی عرض کرتا ہے یہ خاکسار
رہا جلد کر دیجیے میرا یار

اگر داد اپنی نہ مین پاؤن گا
تو بیشک بغاوت سے پیش آؤنگا

یہ سنتے ہی شہ ہو گیا پر غضب
زیادہ چڑھا غصہ باتون سے تب

یہ فرمایا آئی ہے تیری قضا
بغاوت کی دونگا تجھے مین سزا

ابھی توپ کے منہ سے اڑواؤنگا
مزا تجھکو کہنے کا دکھلاؤنگا

خفا ہو کے فرمایا تو بیٹھ جا
امین چند کو روبرو میرے لا

یہ سنتے امین چند حاضر ہوا
لگا دینے شیرین زبان سے دعا

لیے ہاتھ مین اپنے تھا کوہ نور
کہ دی نذر اسنے ہے کوہ طور

جواہر کا کر ڈھیر سب روبرو
امین چند کرنے لگا گفتگو

خداوند اسکو رہا کیجیے
عوض اسکے یہ خون بہا لیجیے

یہ سن بادشہ مسکرانے لگے
اور ظاہر مین آنکھین دکھانے لگے

بہت تو نے گستاخی بقال کی
طمع جو جواہر کی ہے مجکو دی

ابھی دیکھ کرتا ہون کیا تیرا حال
نہ آئیگا کچھ کام یہ تیرا مال

تو سمجھا ہے بیشک مجھے لالچی
جو رشوت یہ اجلاس پر لاکے دی

اٹھا دور کر یہ نہین لونگا مین
سزا تجکو رشوت کی بس دونگا مین

امین چند نے سنکے یہ عرض کی
خداوند رشوت نہین مینے دی

خداوند رشوت نہین اسکا نام
یہ گذرانی ہے نذر بس لاکلام

امین چند نے برملا یہ کہا
کہ دیتا ہون مین یار کا خون بہا

کہا شہ نے کپتان کو یہ بلا
مرے سامنے اب تو میکو لا

سوار و پیرو آکے میکو کھڑا
تھا چارون طرف اُسکے پہرہ کھڑا

گلے مین تھا طوق ہاتھون مین ہتھکڑی
اور پانون مین بھاری تھی بیڑی پڑی

گرفتار مانند خونی تھا وہ
کہ جسکا امثال جنونی تھا وہ

کیا جبکہ سلطان نے اُس سے سوال
تو بولا وہ آنکھون کو کر لال لال

تنک مورے ہاتھن کو تو کھول دیو
گنوار ہون مین کیسا مجھے دیکھ لیو

کپتان مین چہ پان کرت ہون تہار
کہ کرپا کرو چھوڑ دو مورے یار

اسکے مارے توری ٹینا جی آئے
تو منہ کا ہی صاحب دو پھانسی چڑھائے

یہ فرمایا سلطان نے سن تو گنوار
عوض مین مین اسکے تجھے ڈالون مار

تو راضی بدل سے ہے مین ایسا کرون
تجھے پھانسی دون اور اسے چھوڑ دون

یہ سنتے ہی خوش ہوگیا وہ گنوار
مجھے مارو اور چھوڑ دو مورا یار

خوشی سے وہ کہنے لگا یون پکار
مین جاوت ہون ہرنکو سب کا جوہار

کہا بادشہ نے کرو اسکو دور
اسے پھانسی دلواؤنگا مین ضرور

طلب شہ نے جب مصطفیٰ کو کیا
اُسے حکم بس بیٹھنے کا دیا

جو آیا عدالت مین وہ نیمجان
لیے کوٹھیون کی تھی سب کنجیان

کیا پہلے سلطان کو جھک کر سلام
خداوندا دُہائی ہون تاجر غریب
ضعیفی کی یہ میری اولاد ہے
ترحم مرے حال پر کیجیے
کہ حضرت سے کہتا ہے یہ خاکسار
مرا مال سب ضبط کر لیجیے
مہاجن کے بیٹے کو کیا ہے ہلال
کہا بادشہ نے کہ او بے شعور
مجھے اپنی حشمت دکھاتا ہے تو
کہ اسکو تو پھانسی ابھی دونگا مین
یہ سلطان سے پھر مصطفےٰ نے کہا
تو بیشک مین لندن ابھی جاؤنگا
امان قیصر ہند سے پاؤنگا
یہ سن بادشہ مسکرانے لگے
ہوے جب قلمبند اظہار سب
کڑک کر ہوا جے کشن جو کھڑا
مخالف کے وکلا سے بولا وہین
اگر جرم سے اسکو انکار ہے
رہا کر کے اسکو مین لیجاؤنگا
ملازم جو سرکار کے تھے وکیل
رہائی کی نہین اسکی آسان ہے

اور رو رو کے کرنے لگا یہ کلام
نہایت ہے لڑکا مرا بدنصیب
بہت خستہ و خوار و برباد ہے
رہا میرے بیٹے کو کر دیجیے
ہے دولت مرے گھر مین جو بیشمار
تصدق اسے تخت کا کیجیے
جیے گا تو پھر پیدا کر لے گا مال
تو کرتا ہے دولت کا اپنی غرور
مرے دل کو غصہ دلاتا ہے تو
اور دولت تری ضبط کر لونگا مین
جو اسکو نہ حضرت کرینگے رہا
اور یہ حکم کی نقل دکھلاؤنگا
ھم اس طرف کو مین کرواؤنگا
وے خوف ملکہ کا کھانے لگے
اسیر بھی یہ سن چکے حال سب
اور تقریر کو اپنی یون لے اڑا
کہ یہ جرم ہے اسیر عائد نہین
وے پھانسنا اسکا دشوار ہے
نہین پھر کبھی منھ نہ دکھلاؤنگا
یہ بولے نہین آپ کیجیے دلیل
یہان جان جائیگا سامان ہے

بڑا آدمی ہے جو مجرم کا باپ
بلا شک ہے تم کو یہ باور ہوا
سنو حضرت یہان سیکڑون جرم ہین
سنی جیکسن نے جو یہ داستان
ہے سن ستاٹھ کا جو ایکٹ جیل و پنج
دفعہ تین سو ہین پنل کوڈ کی
اگر قتل انسان لائق سزا
اگر فعل جو باعث قتل ہے
و یا فعل سے جسم کو ہو ضرر
ضرر نیت جرم سے جو کیا
یا فعل مجرم خطرناک ہو
کہ نیت سے چارونکی پہچان ہے
کہ ان چار شکلون مین ہو کون سی
اور سب سے بڑی بات کہتا ہون مین
دفعہ دو سو ننانوے ایکٹ کی
اگرچہ یہ دفعہ عائد نہو
کہ اس دفعہ کا آپ منشا نہین
کوئی شخص جو اپنے افعال سے
اسے قتل کہتے ہین انسان کا
یہ فعل اسکا کب موجب قتل تھا
کرے ڈاکٹر کی جو تحریر غور

ہو بہتر کہ کچھ اُس سے بھی لیوین آپ
کہ قائم یہی جرم اسیر ہوا
بچے ایک سے اور قائم کرین
عدالت سے کرنے لگا یون بیان
وہ ہے اور بھی ہے نظائر کا گنج
ہے تعریف قتل عمد کی لکھی
انھین چار شکلون مین سرزد ہوا
ہلاکت کی نیت سے مجرم کرے
کہ جس سے ہلاکت کا ہووے خطر
ہلاکت کا فعل عادتاً اُسکو تھا
کہ بیشک ہلاکت کا باعث ہو جو
وہ قتل عمد قتل انسان ہے
سزا قتل کی جس سے تجویز کی
دفعہ ماسبق کی ہے تائید مین
شرح قتل انسان مین ہے جو لکھی
تو قتل عمد کس طرح ہے کہو
اور الفاظ پر اُسکے اب زور دین
کسی دوسرے کی ہلاکت کرے
کہ جسکے لیے ہے یہ لازم سزا
جو بیچارے کو جیلخانہ ملا
عدالت کو معلوم ہو اُس سے اور

یہی صاف تحریر ہے اُسنے کی
کہ یہ زخم مارا کسی کا نہین
پولس نے نہ تحقیق اب تک کیا
ہو کل یہ میرے سراسر ہے جور
اڑے تب تو شاہی وکیلون کے ہوش
وکیلون سے اپنے یہ شہ نے کہا
کرو بحث اور کوئی قانون سے
مکرر دہین قانون کیونکر کرون
جماعت وکیلون کی اک تھی اُدھر
سب اندھون مین وان ایک کانا بھی تھا
مرے ذہن مین ہین کئی جرم اور
کہا شاہ نے مرحبا مرحبا
یکم دخل بیجا ہے دوم زنا
کیا عیب یہ جو تھے پھسلا لیا
یہ ثابت ہین جرم اسپہ قانون سے
کی تردید پھر جیکسن نے وہان
یہ ہے صاف ثابت کہ متوفیہ
نہین جرم ملزم نے اسیر کیا
رضا اور رغبت سے وہ نکلی تھی
بھگانے کی تھی التجا اُسنے کی
زنا کو تعلق بھلا اس سے کیا

اسی زخم کے رنج سے یہ مری
چھری گر پڑی ہے اچانک کہین
چھری رکھنے کا وان یہ باعث تھا کیا
رہا کیجیے کرکے انصاف و غور
کیا جیکسن نے جو اپنا خروش
کہ تم سب کو معقول اُسنے کیا
کسی جرم مین یہ تو ملزم پھنسے
نہایت مین پابند انصاف ہون
لگے کرنے کھسکیان ہمدگر
لپک کر یہ سلطان سے اُسنے کہا
بیان مین کرون گر کرین آپ غور
بیان کر سنون مین تو کہتا ہے کیا
سوم ساتھ عورت کو لے بھاگنا
اور اپنے پہ شیدا پری کو کیا
ہے مشکل جو ان چار سے بچ سکے
ہوے بند سب سنکے قانون دان
نہ تھی فاترالعقل و نابالغہ
نہ تحریک کی اُسکو بیکردغا
بھگا آپ ملزم کو وہ لے گئی
زبردستی اُسنے رضا اُسکی لی
کہ متوفیہ تو تھی نا کتخدا

زنا کو تو منکوحہ ہوتا ہے شرط
اور خاوند کو دعویٰ کرنا ہے شرط

اُسے اُسنے پھسلایا ہرگز نہین
فدا آپ تھی اُسپہ وہ نازنین

نہو فعل بد جبکہ ثابت کہین
دفعہ دفل بیجا ہے اُسپر نہین

نہین اسنے قابض کی توہین کی
اور کب اسنے ملکہ کو تکلیف دی

نتھا اُسکی نیت مین کچھ بد گمان
نہ کوئی ہوا جرم سرزد وہان

تو کس طرح ملزم حراست مین ہے
مرا کیون موکل حفاظت مین ہے

جو پابند قانون سرکار ہے
موکل مرا کیون گرفتار ہے

رعایا پہ لازم نہین ہے یہ جور
کہ سلطان کو واجب ہے انصاف و غور

رہا کیجیے اسکو بہر خدا
ملے گا عوض اسکا روز جزا

یہ سن کرکے شہ نے تامل کیا
اور چوری کی جانب مخاطب ہوا

کہا شاہ نے تب رزیڈنٹ سے
ہسر مسٹر اپنا اٹنشن تو دے

سول اور رومن جو ہین یور لا
اُنہین کے بموجب اوپنیس بنا

کمٹ اس نے آفنس کوئی کیا
اگر کچھ کیا تو پنشمنٹ کیا

لیجسلیچر ایک رزیڈنٹ تھا
بیان سپیلی ایکوٹیی سے کیا

سٹنگ دوٹ فل یہ لورا اُسکا تھا
مگر کال فار اُسنے اُسکو کیا

کریمنل جو ہے تو اُسکے پارٹ
یہ مرچنٹ ہے فری اسکا نہین فالٹ

اگر لافلی پوچھتی کورٹ ہے
تو کا ذاف ڈیہہ نایف اونڈھے

نہین ایسے آفنس کی کچھ سزا
پنل کوڈ مین ہی پرا وزن دیا

کہا شاہ نے پھر ہرا سنگھ سے
تو مذہب سے اپنے مجھے راے دے

کہو اُسنے سرکار سنیے جرا
اسے آکھے جو کہ ساڈھی ہے را

اساڈھی سمجھ ہیون تو آندا نہین
کہ گھر منڈیا یہ تو بھاندا نہین

توساڈھی کرٹھی نے توبھیجی تھی دھا
توسی سمجھو کتنے دکھائی سرنگ
جو جاندی نہ گھر سے توساڈھی کرٹھی
جو سرکار پوچھے گی آساڈھی را
یہ سنتے ہی بولا پرسنو کمار
اہیر کھیم تا سے ایمن نہوبی کو کہن
سکل سبھا کی اہی بولی چہ سنائے
اسیسر کی رائین ہوئین جب رقم
وزیر ایک داناتھا سب مین بڑا
ملازم تھا وہ باپ کے وقت کا
لگا عرض کرنے وہ مرد پیر
ذرا غور کر اسکو سن لیجیے
لگا کہنے اُسدم وہ عاقل وزیر
مہاجن کسی ملک مین ایک تھا
اک اُسکا تھا فرزند صاحب جمال
سدا باپ کے سایہ مین کرتا چین
ہٹی دھوم سے شادی جو اُسکی کی
اور باپ اُسکا کچھ دن مین جو مرگیا
نہایت وہ بی بی کو کرتا تھا پیار
محبت کا دم اُسکے بھرتا تھا وہ
کبھی گھر سے باہر نہ رکھتا قدم

انھین دوس کا ہیکو ویندا بھلا
اور کے کرنے آئی تھی وہ اوہی سنگ
تو کاہسکو لگتی یہ جُھلی جُھری
تو کھوئی نہین ہیگا یہ منڈیا
مہاشایہ سینئے اوپیئن امار
کو تھاراج کنائی کو تھا مہاجن
دوجن ورا ے موتن اماری ورلے
وزیرون کو سکتہ ہوا ایک قلم
ہوا اوبرو آکے فوراً کھڑا
تھا زیب نگین تاج اور تخت کا
خداوند دیتا ہون مین اک نظیر
پھر آئندہ جو چاہے وہ کیجیے
خداوند ہے یہ مطابق نظیر
وہان اُسکا ہمسر نہ تھا دوسرا
کہون اُسکی خوبی کا کیا تمسے حال
تھا نام اُسکا مشہور حیدر حسین
تھی مشکل پڑی اُسکو بی بی ملی
ہر اک شے کا مالک اُسے کر گیا
دیا عشق مین چھوڑ سب کاروبار
اور دولت کو برباد کرتا تھا وہ
نہ تھا خرچ اُسکا امیرون سے کم

گئی ایک مدت جب اس مین گذر
امیری سے کرتا رہا وہ بسر

ولے اسکی بی بی تھی عاقل بڑی
خیال اسکو دولت کا تھا ہر گھڑی

نہایت وہ غمگین جو رہنے لگی
تو شوہر سے اپنے یہ کہنے لگی

دیا چھوڑ کیون آپ نے کاروبار
کہ خاوند ہے مرد کار روزگار

کوئی کار رہین آپ کرتے نہین
اور دل اسطرف آپ دھرتے نہین

گذارہ کہو کس طرح سے چلے
جو ایسی ہی غفلت مین بس تم رہے

مناسب ہے کچھ کیجیے کاروبار
ہے خرچ آپکے گھر کا بلکی بیشمار

یہ لونڈی تو ہے عمر بھر آپکی
اجازت سے آئی ہے مان باپ کی

کسیطرح کیجیے نہ دل مین خیال
کہ ہے ہر طرح سے تمھارا یہ مال

خدا کے بھروسے مجھے چھوڑ دو
اور کچھ کام کرنے کی کوشش کرو

یہ سن بولا بی بی سے حیدر حسین
بغیر از ترے ہوگا مجھکو نہ چین

ولے تیرے کہنے سے جاتا ہون مین
تجارت کا جا ڈھنگ پھیلاتا ہون

سفر پہلے کرتا ہون ایران کا
اور دیکھون گا پھر ملک توران کا

مین جا صبح بندر مین وقت نماز
کرایہ کرونگا وہان اک جہاز

تجارت کا اسباب لیجاتا ہون
خدا چاہتا ہے تو جلد آتا ہون

سفر کی بہت جلد طیاری کی
جو کہنے کی چوٹ اسکے دل مین لگی

ہوا مال جس دم جہازون پہ بار
تو چلنے کو باندھی کمر استوار

وہ رخصت جو بی بی سے ہونے لگا
محبت سے دیکھ اسکو رونے لگا

گلے لگ کے رونی جو وہ زار زار
چلا اسکا اُس جا نہ کچھ اختیار

وہ روتا اُسے چھوڑ گھر سے چلا
ولے عشق کا دل مین تھا ولولہ

کھڑا منتظر دیر سے تھا جہاز
چڑھا اُسپہ فوراً وہ پڑھکر نماز

ادھر اسکی بی بی اکیلی رہی ۔ بغیر اسکے ویران حویلی رہی

گیا اسکی بی بی نے دلمین خیال ۔ بغیر اسکے کیا ہوویگا میرا حال

ہے بہتر کہ ہمراہ مین بھی چلون ۔ ہر اک ملک کی سیر تو دیکھ لون

یہ سوچ اپنے دلمین وہ گھر سے چلی ۔ کہ تھی راہ دریا کنارے کی لی

یہ جا پہونچی جسوقت دریا کے پاس ۔ نہ پایا جو شوہر ہوئی بس اداس

گیا اٹھ جو لنگر کنارے سے تھا ۔ جہاز اسکو جاتے دکھائی دیا

کنارہ کو اسنے کیا جب خیال ۔ تو دیکھا اپنی بی بی ہوا غیر حال

جوان ناخدا سے یہ کہنے لگا ۔ کہ بی بی کو بھی میری لے تو چڑھا

شتابی سے یہ کام کردے مرا ۔ مین تا عمر مانونگا احسان ترا

کہا اسنے ملتا کنارہ نہین ۔ سوا لگئی بس کہین کا کہین

تڑپتا تھا بسمل سا بس وہ ادھر ۔ کلیجہ پکڑ رہ گئی یہ ادھر

چلی ہو کے مایوس یہ نازنین ۔ قدم بار غم سے تھا اٹھتا نہین

بہت دور دریا سے تھا اسکا گھر ۔ رہی راستہ کی نہ مطلق خبر

ہوئی رات اتنے مین وہ نازنین ۔ گئی بیٹھ ناچار اک جا کہین

جہان بیٹھی تھی جوہری کا تھا گھر ۔ ہوئی اسکے آنے کی اسکو خبر

لگا پوچھنے جوہری اس سے حال ۔ بتا دے تو ہے کون اے خوشخصال

یہ سنتے ہی شرم اسکو بس آگئی ۔ ہوا لاچار سارے حقیقت کہی

بمنت اسے لے گیا اپنے گھر ۔ نہین راضی ہوتی تھی وہ سیمبر

کہ جب ہوے باروت و آگ ایک جا ۔ بہت امر مشکل ہے بچنا ذرا

جب آپس مین دل دونوکے ملگئے ۔ خوشی سے وہ مانند گل کھل گئے

ہوئی آرزو جوہری کی حصول ۔ گئی نازنین اپنا گھر بار بھول

وہ رہنے لگی جوہری کے جو پاس — اور سب چھوڑ دی اپنے شوہر کی آس
وہ شوہر بنا اور وہ زوجہ بنی — اور دو لڑکے بھی کچھ دنون مین جنی
سنو اب ذرا اُسکے شوہر کا حال — وہ بی بی کا رکھتا تھا ہر دم خیال
کبھی بھولتا یاد اُسکی نہ تھا — نہ گھر کو پھرا وہ سفر مین رہا
پھرا ایک مدت مین حیدر حسین — نہ پڑتا تھا بی بی بغیر اُسکو چین
مکان اپنے جاتا تھا وہ بیخبر — اُسی راہ مین جوہری کا تھا گھر
نگہ اتفاقاً جو اوپر پڑی — تو پائی وہان اپنی بی بی کھڑی
اُسے دیکھ حیران وہ ہو گیا — کہ ہوش وحواس اُسکا سب کھو گیا
لگا کہنے اے جان تو یان کہان — تو اُسنے مفصل کیا سب بیان
جو پوچھا کہ ہے کیا ارادہ ترا — وہ کہنے لگی تو ہے شوہر مرا
مین لونڈی ہون تیری تو سرتاج ہے — کہ جو دن تھا اوّل وہی آج ہے
کہا اُسنے بہتر ہے چل میرے ساتھ — وہ بولی نہ چھونا ابھی میرا ہاتھ
مین جس شخص کے پاس ہون اب حضور — اجازت ہے اُس سے بھی لینا ضرور
کہی جوہری سے حکایات سب — مین جاتی ہون ساتھ اپنے شوہر کے اب
کہا اُس نے تشریف لیجائیے — یہ لڑکے مرے دونون دیجائیے
کہا اُسنے صاحب کدھر ہے خیال — مین کیا دون تجھے یہ تو میرا ہے مال
کہا اُسکے شوہر نے یہ لونگا مین — سمجھے لڑکے کیونکر بھلا دونگا مین
وہ آپس مین تینون جو لڑنے لگے — کہ لڑکون کے باعث جھگڑنے لگے
عدالت مین تینون گئے بدحواس — ثبوت اپنا ہر ایک رکھتا تھا پاس
تھا حاکم جو اُس ملک کا بادشاہ — ہوسے تینون اس طرح جا دادخواہ
کیا جوہری نے یہ اپنا بیان — خداوند میری ہے یہ داستان

کہ اک تھیلی مین نے پڑی پائی تھی
کوئی جسکا وارث نہ اُسکا ہوا
مین سمجھا کہ اب تو یہ میرا ہے مال
مرے پاس وہ ایک مدت رہی
جو تھیلی کا مالک خبر پا گیا
کہ یہ تھیلی میری ہے تو مجکو دے
خداوند لال اپنے لیتا ہو نہین
وہ کہتا ہے ساتھ اُسکے دو مجکو لال
خداوند چوری نہین مین نے کی
ہوا جو ہری جب یہ جو کرکے بیان
خداوند مین قوم حلوائی ہون
عجب طرح کی ہے نئی میری بات
جلائے تھے دو کو ندے بیٹھے کہین
خداوند یہ کام مین نے کیا
دہی جم ہوئے کوندہی ملیا رجب
کہ ضامن ہے میرا وہی مجکو دے
خداوند اب جائے انصاف ہے
مرا دودھ ہے کیجیے حضرت یقین
ہوا جبکہ عورت کا قصہ تمام
خداوند میرا ہے یہ ماجرا
کہ بیٹھی تھی اک بوٹی گھٹرے کی بیل

ہر اک شخص کو جا کے دکھلائی تھی
خداوندا چار مین نے چھوا
رکھے پاس سے اپنے دو اسمین لال
کسی نے نہ زنہار اپنی کہی
تو آکر خداوند مجھ سے کہا
تو سنتے ہی مین نے کہا اُس سے لے
ملی جیسی تھی ویسی دیتا ہون مین
مین کسطرح سے دون وہ ہے میرا مال
پڑی راستے مین تھی مجکو ملی
کہی اپنی عورت نے یہ داستان
عدالت مین فریاد کو آئی ہون
دہی مین نے گھر مین جمایا تھا رات
تھا موجود اُس وقت ضامن نہین
پڑوسی سے ضامن فرا لے لیا
تو کہتا پڑوسی ہے دے مجکو سب
خبردار ہرگز نہ تو اُسکو لے
دیا مینے اظہار سب صاف ہے
دہی بدلے ضامن کے ملتا نہین
کہا اُسکے شوہر نے بس یہ کلام
مفصل مین کہتا ہون سنیے ذرا
مکان سے پڑوسی کے تھا میرا میل

بہت بیل پھیلی جو وہ جابجا
اور پھل توڑتا ہے پڑوسی مرا
خداوند بالکل یہ اندھیر ہے
ہون مختار پھل اُسکے سب لونگا مین
کہا اسطرح جبکہ تینون نے حال
کہ ہے ایک جھگڑا روایت ہین تین
وزیر اتنا کہکر تو چپ ہو رہا
کہ کیا فیصلہ انکا شہ نے کیا
کہا پھر اُس عاقل نے سنیے حضور
شہنشاہ نے فیصلہ یون کیا
تو جڑ سے پکڑ پیڑ کو کھینچ لے
جو کھنچ آوے پھر او تیرا ہے مال
یہ سن اُسنے بی بی کا کھینچا جو ہاتھ
اسی طرح کا بس ہے یہ ماجرا
وزیرون کا ہے عرض کردینا کام
کہ بہتر اسے کرنا آزاد ہے
یہ سن بادشہ نے رہا کر دیا
خوشی ہوکے فرمایا یہ ایک بار
یہ کہہ مصطفے کو دلاسا دیا
بلا اُسکے یارون کو بھی رو بہ رو
کہا اُنسے یہ بادشہ نے پکار

پڑوسی کے گھر مین لگے گھسڑ ہو جا
یہ کہتا ہے کیا ہے اجارہ ترا
سراسر سمجھ کا اولٹ پھیر ہے
وہ ہے کون جو توڑنے دونگا مین
تو سلطان نے دلمین کیا یہ خیال
اسے وہ ہی سمجھے جو ہو نکتہ چین
تو پھر بادشہ نے یہ اُس سے کہا
اور کس طرح یہ حکم کسکو دیا
کہ تینون پہ ہے حکم ایک ہی ضرور
کہا اُسکے شوہر سے یہ بر ملا
جو پھل ٹوٹ جاوین تو وہ اُسکو دے
تو جسطرح چاہے رکھ اُنکو سنبھال
تو لڑکے بھی دونون چلے آئے ساتھ
وہ دین حکم حضرت کہین سب بھلا
اسی سے گذارش کنان ہے غلام
مقرر یہ حضرت کا داماد ہے
اور مرزا کو بس گود مین لے لیا
بیاہ اُسکو دونگا مین ملکہ نگار
برابر اُسے اپنے بٹھلا لیا
یہ کی مہربانی نے بس گفتگو
تمھارا مبارک ہو یہ تمکو یار

ادب سے کیا سب نے جھک کے سلام ‌‌ لگے دینے اسکو دعا خاص و عام
ہمین خوب حضرت نے دی داد آج ‌‌ سلامت ہمیشہ رہے تخت و تاج
کرون جا کسن کی مین تعریف کیا ‌‌ کہ دانا و عاقل ہے حد سے سوا
ہوا اس مقدمہ مین جو اسکا نام ‌‌ وہ ایسے ہی آیا تھا میرے بھی کام
کہے عمل بس اسکی کیا شان ہین ‌‌ سدا اسکے بچے سلامت ہین

شادی مرزا علی با مہر نگار

پلا تحفہ مے ساقی سیم تن ‌‌ پڑھی مرزا کی اچھی ساعت لگن
کدھر ہے تو اے ساقی خوش مزاج ‌‌ سنی دیکھ مرزا کی بارات آج
پلادے مجھے لالہ گون بار بار ‌‌ کہ مل جاے مرزا کو ملکہ نگار
رہا جبکہ مرزا کو شہ نے کیا ‌‌ تو بلوا کے قاضی کو فتوے لیا
وزیر اور قاضی نے دی یہ صلاح ‌‌ روا باد ملکہ جہان سے نکاح
اگر ہوتی زندہ تو جائز نہ تھا ‌‌ زروے شرع یہ ہر اک نے کہا
کہا شہ نے بیگم سے جا ایک بار ‌‌ بیاہون گا مرزا سے ملکہ نگار
کہو اسمین مرضی تمھاری ہے کیا ‌‌ ہے قاضی نے بھی مجکو فتوے دیا
کہا سنکے بیگم نے سلطان سے ‌‌ باین شرط ملکہ کو دونگی اسے
اطاعت سے باہر نہ رکھے قدم ‌‌ وہ لے بعد حضرت کے تاج و علم
نہین اور کوئی میرے اولاد ہے ‌‌ بجاے ولیعہد داماد ہے
سخن جب یہ بیگم نے شہ سے کہا ‌‌ تو شادی کا خط مصطفیٰ کو لکھا
روانہ ادھر نامہ شہ نے کیا ‌‌ اور یہ حکم سب شہر مین دیدیا
کہ شادی کی تیاری گھر گھر کرو ‌‌ اور دروازون پر اپنے نوبت دھرو

کرو جلد سب شہر آراستہ | سجو جھاڑ و فانوس سے راستہ
نئے شامیانے نشین چوبون پر | پری چہرہ معشوق ہون جلوہ گر
درختون مین کمخواب و اطلس چڑھاؤ | تنابون مین نقشی جھالر لگاؤ
رہے محفل جشن چالیس روز | کہ ہون جمع معشوق سب دلفروز
کرین عیش و عشرت ہر اک خاص و عام | ہو شادی مین مصروف عالم تمام
ہون طیار پوشاکین سب زرق برق | ہر اک ہو جواہر کے دریا مین غرق
اگر ہووے جس شی کی خواہش جسے | عنایت یہان سے ہو فوراً اسے
گیا نامہ وہ مصطفے کو جو پاس | ہوا دیکھ اسکو نہایت ہراس
جو شادی کا پیغام اُسنے پڑھا | سرور اُسکو آنکھون مین سے کا چڑھا
تو رکھ سر پہ نامہ کو بوسے دیے | جواہر بہت اُسپہ صدقے کیے
دیا ایسا قاصد کو خلعت بھی خوب | گیا وہ جواہر کے دریا مین ڈوب
اُسے گھر سے جسوقت رخصت کیا | سوا لاکھ کا اور جوڑا دیا
سنا مژدہ شادی کا مرزا نے جب | ہوا دل سے سب دور رنج و تعب
خبر اُسکے یارون کو دی پیشتر | سر انجام شادی کرو آنکر
وہ کرنے لگے آکے طیاریان | کرون کس زبان سے مین اُسکا بیان
خریدا گئی لاکھ من تیل تھا | اور پیشانے چاندی کے بے انتہا
کرورون کا تھا شیشہ آلات وان | کنول جھاڑ و فانوس مردنگیان
ہوا جلد اسباب ہر ایک جمع | گئی لاکھ خوانین کافوری شمع
تھی آرایش اتنی کہ تھی ہول دل | بشکل جنگلے رکھنے کو تھی تلی
عجائب تھا نقار خانہ سجا | ورق چاندی سونے کے تھے جا بجا
وہ پہنے تھے پوشاک نقارچی | تھا ان [illegible] ہر اک کے نکلے کبھی

جڑاؤ کڑے ہاتھوں میں تھے دیے
نہ پھیر پھیر کر اُن سے ہرگز لیے

ہوا ایسا طیار بے مثل و فرد
سلیمانی نقارخانہ نہ تھا گرد

سمور اور سنجاب اتنا لیا
کہ عالم سے نایاب بس کر دیا

طلب طائفے نامی صدہا کیے
روپے اُنکو سائی کے لاکھوں دیے

گویّے اور نقال تھے بے شمار
ہوئے سیکڑوں لے کے حاضر ستار

دف و بربط و بین و تنبور وے
بجاتے ہزاروں تھے پی پی کے مے

ہزاروں تھے شہنائی والے وہاں
کروں ٹھاٹھ کیا اُنکے تم سے بیان

کھٹے اور دگلے تھے بانات کے
سروں پر بھی چیرے تھے گجرات کے

دیے چکنے تحفے تھے بنارسی
اُسی سے کمر اپنی سب نے کسی

کریلہ و چیٹک سے تھے نقال وان
جنھیں ہوتے خوش سنکے پیر و جوان

لکھوں تاشے والوں کا کیا میں ہجوم
بجی تاشوں سے شہر بھر میں تھی دھوم

نشان ہاتھیوں پر رواں تھے ہزار
جلو میں ہزاروں تھے ڈنکے سوار

چلی گھر سے دو گھاٹ کے جسدم برات
جلی رشک سے دیکھکر شب برات

تجمل لکھوں شادی کا کیا میں اور
ہوئے صرف شادی میں سب لوکرور

کروں ٹھاٹھ کیا روشنی کا رقم
تجمل لیلۃ القدر تھی یک قلم

ابنا جشن تھا جو کہ مرزا کا یار
لیے ساتھ تھا جوہری پانچ ہزار

نرالی تھی سج اُنکی ہر ایک سے
جواہر وہ سب بے بہا پہنے تھے

بندے تھے جیسے جیہور کے گوٹے دار
جھلک جنمیں طروں کی دیتی بہار

رو ڈھاکے کی ململ کے جامے درست
اور مشروع کے پائجامے تھے چست

کیے اسپ ٹیکے تھے کشمیر کے
جواہر تھے انمول جن میں ٹکے

بہت تحفہ زر دوزی اوڑھی رومال
ہر اک اپنے عالم میں تھا مالا مال

ہر اک پہنے دہلی کا پاپوش تھا
جواہر وہ پہنے تھے بس اسقدر
تھی کلغی اور سرپیچ اور ست لڑی
وہ پہنے تھے سب دُھکدُھکی یکقلم
تھے موتی کے کنٹھے بہت آبدار
انگوٹھی اور چھلے بھی سب پہنے تھے
کسے دنڈ پہ بازو تھے اور نورتن
چلے روپ چند اور کرم چند جی
دولی چند جی نے کہا یہ پکار
چلے جاتے تھے ہنستے مہتاب چند
لگے رام چند کہنے جلدی چلیں
درپ چند کے تھے امر چند ساتھ
چلے شان و شوکت سے سلطان چند
سو ہر چند جی بولے ہیں بھی چلوں
بہت ٹھاٹھ سے تھے چلے خوب چند
جسے کہ کی طیاری بھاری ہوئی
چلے خرم و شاد گردھاری لال
لگے کہنے ہنس ہنس کے گلزاری لال
کہا نورتن لال نے ہیرا لال
کہا لابھی مل نے جا کر یہ حال
چلے جوہری کرتے سب اہتمام

جسے دیکھ ہر ہوچی حیران تھا
کہ جھنا و پنا ہوا بے قدر
اور ہاتھوں میں ہیرو نکی دو دو کڑی
نہ تھا ہیرا سورتی سے اُسمیں کم
بہت پنّے دیتے تھے اُسمیں بہار
جواہر جڑے اُنکے سب گہنے تھے
جواہر میں تھا غرق اُنکا بدن
پکارے کہ آؤ دھرم چند جی
گھمنڈ چند سے کہ ہو وین سوار
کہ ہمراہ تھے اُنکے پرتاب چند
کشن چند جی کو بھی ہمراہ لین
سبھا چند جی کا وہ پکڑے تھے ہاتھ
لگے کہنے ہیں کس طرف کہاں چند
برات آج مرزا کی تو دیکھ لوں
وہ لے کم نہ تھے اُنسے کچھ روپ چند
امین چند سے دوستداری ہوئی
عجب سج بنائے تھے بنواری لال
کہ ابتک نہیں آئے سکھدھاری لال
نہیں موتی لال آئے کیسا ہے حال
رتن لال تجھسے خفا ہیں کمال
کہاں تک رقم میں کروں اُنکے نام

امیرانہ تھی الغرض سبکی شان ‌ کہ ہمرہ سواری کے تھے تاجدان
سنہرے روپہلے تھے وہ کام کے ‌ سبے تحفہ و عمدہ آرام کے
چلے جب برابر سے سب تاجدان ‌ شگفتہ شفق کی دکھائی تھی شان
غرض ساتھ تھے جوہری پانچ ہزار ‌ دکھاتا تھا ہر ایک اپنی بہار
امین چند کی لکھ چکا داستان ‌ کروں آگے شہ میر خان کا بیان
جو شہ میر خان کے تھے ہمرہ پٹھان ‌ عجب بانکے ترچھے تھے عمدہ جوان
کسی سب کے سرپیچ تھیں پتیان ‌ سنہری روپہلی کروں کیا بیان
وہ سب پہنے دگلے تھے کمخواب کے ‌ سبے عمدہ تھے جوڑے سنجاب کے
گھٹنے تھے ہر ایک کے جوڑیدار ‌ ہر اک جوڑی جنت پہ ہنستی بہار
سنہرے روپہلے پٹڑے پر تلے ‌ سروہی لٹکتی کمر کے تلے
جڑاؤ بندھیں انپہ تھیں پیٹیان ‌ لگیں جن پہ پستول کی جوڑیان
چھوڑاتے تھے بندوق رحمن خان ‌ بہت اکڑے جاتے تھے سبحان خان
چلے داغتے توپ ستار خان ‌ دکھاتے تھے مہتاب غفار خان
لیے شیر خان تھے نشان ہاتھ مین ‌ تھے دلدار خان انکے بس ساتھ مین
پٹا پھینکتے تھے کرم خان وہان ‌ ہلاتے بنیٹھی تھے شبرات خان
لیے تھے قرابین جو شمشیر خان ‌ تھے سر کرتے ہتھنال بیٹھے جوان
شترنال و گجنال و چرخی وہان ‌ چھوڑاتے تھے خوش ہو کے صدہا پٹھان
پٹھانون کا تھا غول بس اس طرح ‌ نکلتا ہے بیری کا دل جس طرح
حکایت ہوئی میر خان کی تمام ‌ لکھون آگے سوداگرون کے مین نام
لکھون حال سوداگرون کا مین کیا ‌ لیے ساتھ مین اپنے تھا مصطفا
بہت تحفہ پوشاکین پہنے تھے سب ‌ قبا اور عمامہ مثل عرب

کوئی پہنے چپکن پہ صدری تھا چست
کوئی سادی پوشاک سے تھا درست

نظام الدین اوڑھے ہوئے شال تھے
علاء الدین بھی باندھے رومال تھے

کریم الدین کا میں لکھوں ٹھاٹھ کیا
تھے اچکن اور تھے پہنے تحفہ عبا

حبیب الدین کا کیا رقم کیجے حال
فقط جامہ پہنے تھے وہ اگلی چال

نبی بخش کے تھے علی بخش ساتھ
حسن بخش کا تھامے جاتے تھے ہاتھ

جھولی پہ بیٹھے تھے دلدار بخش
رواں بادپا پر تھے دیدار بخش

کہاں تک کروں قصہ انکا بیان
لکھوں آگے میکو کی اب داستان

برادر جو میکو کے کمہارے تھے
وہ جاتے تھے پہرہ بڑے ٹھاٹھ سے

کوئی دھوتی بانارسی پہنے تھا
کوئی پان کھائے تھا بے انتہا

پڑے سب کے کانوں میں تھے گوکھرو
اور ہاتھوں میں کنگن پہونچیاں خوبرو

دوشالہ کوئی کاندھے پر ڈالے تھا
کوئی ٹھکرا اوڑھے تھا بانات کا

کمر میں کوئی کردھنی ڈالے تھا
کوئی پہنے مونگے کے سب بالے تھا

کروں حال میکو کا کیا میں رقم
خوشی سے وہ رکھتا تھا ہر اک قدم

تھا نام ایک کمہار کا بھیروان
وہ پہنے تھا چھلے بہت بھیروان

کوئی اوڑھے کمل فقط کالا تھا
نبالس کوئی سرخ گل لالہ تھا

لگا کہنے دھنوان سے منواں یہ بات
نہ بکنا ذرا منہ سے کچھ واہیات

منگوا اسے کلوا یہ کہنے لگا
انگلوان کو تم دیکھے رہیو ذرا

ہزاروں سوا انکے انسان تھے
حیا غرض جملہ سامان تھے

دولھن کے جو دروازے پہونچی برات
پہر ایک باقی رہی ہوگی رات

نظر آیا انسان کا جب اژدحام
ہوئے دنگ سلطان ولاکر تمام

تھی جس کمرے میں بیٹھی ملکہ نگار
طلب دولہ کو واں کیا ایک بار

لگین ہونے شادی کی رسمین بہم — کیے شرم سے ملکہ گردن تھی خم
لگین بیگمین کرنے مرزا سے چھیڑ — بناتی کوئی شیر تھی کوئی بھیڑ
بچھا تھا پلنگ اک جواہر نگار — بنی بیٹھی دولھن تھی ملکہ نگار
پڑھا یا جو قاضی نے مرزا کا عقد — سوا لاکھ دین اشرفی اسکو نقد
کیا مجرا مرزا نے سلطان کو جب — دیا ملک و مال اُسنے جو کچھ تھا سب
طلب پہلے شہیر خان کو کیا — وزارت کا خلعت تھا اُسکو دیا
امین چند کو بخشی بخشیگری — جگہ اعلے دیکھی نہ اور دوسری
ہوا اسکو داروغۂ اصطبل — ملا اُسکے رہنے کو پختہ محل
موافق جو اُن سے ہوا روزگار — لگے رہنے آرام سے چارون یار
پھرے جیسے اُن چار یارونکے دن — پھرین ویسے ہی ہم بھی چارونکے دن
کیا اسکی تاریخ پر جب خیال — نہایت ہوا دل کو میرے ملال
جو مین ہوتا کچھ علم سے بہرہ یاب — تو کہہ دیتا تاریخ بھی لاجواب
اسی سے ہے اُردو مین مینے کہی — سن اٹھارہ سو اسّی تھے عیسوی
یہ تاریخ اس طرح سے موزون کی — تھی تاریخ پچیسوین جنوری
ہین را دسے حیران اک مہربان — وہ بولے کرو ختم یہ داستان
تلاش سخن کیجیے لیل و نہار — ق — رہے جس سے عالم مین کچھ یادگار
وہ اشعار دلچسپ موزون کرو — خجل جس سے ہو لولوے شاہوار
لکھی عدل نے اپنی یہ مثنوی — ہے پاسنگ مین جسکے باغ و بہار
ہوئی اسکی تاریخ کی فکر جب — کہا ہاتف غیب نے یہ پکار

مجرد یہ تاریخ تصنیف لکھ
بہ خوب ہے قصۂ چاریار
۱۲ ۹۲

تازگی ہو کہ نہین شوخی تحریر تو ہو
ہین پریشان ہجن مسلسل مری تقریر تو ہو

اما بعد بندۂ اجہل مسمی بہ کُنّا لال خلف الرشید دوارکا داس ساکن کانپور کہ عہد طفولیت سے ناز و نعمت مین پرورش پائی تھی عین عنفوان شباب مین اتفاق سفر بنگالہ ہوا اور عنایت ایزدی سے زر خطیر ہاتھ آیا عیش و عشرت سے بسر ہوتی تھی کہ یکایک فلک ناہنجار کج رفتار نے حسب عادت معمولی اپنی چشم نمائی کی شعر ہر بنگ گر دیا و اس گردش گردون گردان نے ۔ بلندی دی مجھے سو بار اور سو بار پستی دی ۔ دفعتہً کاروبار ابتر ہوا زمانہ ناموافق سربسر ہوا دوست دشمن ہوے دشمن شاد ہوے چونکہ ہمیشہ سے ارباب دانش و بینش سے ارتباط و اُستادان ہر فن خصوصاً فن شاعری سے مذاق تھا بلکہ مولوی فرد صاحب سے جو فرد زمانہ تھے تلمذ حاصل کیا تھا اور معلومات زبانی علم تواریخ سے اندک تغیر پر اضطراب کو کام مین نہ لا کر ہمت میدان استقلال مین حیست باندھ رہا الا دل سودا زدہ نیند کو سون دور بعض اوقات انتظار خواب مین آغوش چشم کھلی کی کھلی اُسپر غضب یہ کہ استقلال مانع مایوسی کا ہوتا تھا اگلی عیش کا خیال نشتر بنکر دل مین ایسا ڈوبتا تھا کہ لہو کے گھونٹ پی کر رہجانا پڑتا تھا اُسوقت شغل بی شغلی اور صورت دلبستگی یہ ہاتھ آئی کہ کچھ سرگذشت اپنی بطور ناول و قصہ کے اپنے زور طبیعت اور فیض اُستاد سے نظم کر کہ یادگار رہے اور دفع الوقتی بھی ہو چنانچہ سوائے مثنوی ہذا کے اور اشعار مثل مناجات و اُستت دیبی جی و اُستت مہادیو جی سوامی وغیرہ عین وجد انقلاب مین سخن ہندی زیر لوک قلم کین بعد اختتام مثنوی کے اکثر احباب کی یہ راے ہوئی کہ کسی اُستاد یا شاعر سے

بنظر صحت اصلاح لینا چاہیے الا اس ہیچمیرز نے صرف واسطے اظہار ناقابلیت و
جہالت اپنی کے اس راے کو منظور نکیا تاکہ میرا قول خود اطلاق میری نادانی اور ہیچمدانی پر
کرے۔ اب مین اس امر کی مکرر تصدیق کرتا ہون کہ مجکو سواے علم حساب و
کتاب ہندی کے زبان فارسی و اُردو مین کچھ دخل و شعور نہین چونکہ بتاریخ ۲۸ اپریل
سنہ ۱۸۹۳ء سفینۂ غم و الم گرداب بلا سے نکلکر ساحل امن و امان پر جا لگا اور نتیجہ
صبر و شکر نے گرد حزن و ملال کو بموج استغنا سے دھو بہایا حسب فرمایش احباب ہمدم
کی نوبت طبع پہونچی نکتہ سنجان خردور اور منشیان ہنرپرور کی خدمت مین دست بستہ
التماس ہے کہ بنظر جہالت و ناقابلیت بندہ غلطی کو قلم عنایت رقم سے اصلاح فرماوین
اور لعن و طعن سے باز رکھین فقط

العبد

خاتمۃ الطبع

الحمد للہ والمنۃ کہ اس ایام فرخندہ فرجام مین مثنوی اُردو رشک گلزار ارم
قصہ چار یار تصنیف لطیف و تالیف منیف شاعر شیرین مقال خوش فکر نازک
ناظم بے مثل و بے بدل جناب لالہ کنا مل صاحب متخلص بہ عدل رئیس کانپور
دہید با لاکلام خاکسار سید محمود علی عفا عنہ الولی العلی مالک مطبع محمود المطابع و
کانپور ما دام بالسرور تا یوم النشور ماہ نومبر سنہ ۱۹۰۱ء زیور طبع سے آراستہ و پیراستہ ہو
طبائع خاص و عام ہوئی

نوٹس

واضح ہو کہ اس کتاب کی کاپی رائٹ لالہ جگو مل صاحب ولد لالہ سندر لال صاحب
سے لالہ چنی لال ولد لالہ بین لال نے لیا ہے کوئی صاحب اس کتاب کے چھپانے
قصد نہ کرین بغرض فائدہ نقصان نہ اُٹھاوین اور جن صاحبون کو یہ کتاب خریدنا یا
منظور ہو وہ نیچے لکھے ہوے پتہ سے طلب فرمالین کتب فروشونکو کمیشن معقول دیا جاوے
المشتہر

چنی لال اگروال اسٹار پریس کانپور